شمارہ نمبر ۱۹
بسم اللہ الرحمن الرحیم
دسمبر ۲۰۲۳ء

وقل جآء الحق وزھق الباطل' ان الباطل کان زھوقا

مجلّہ پشاور

راہ ہدایت

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ

نائب مدیر
طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

ناشر
نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور
(واٹس ایپ رابطہ نمبر:03428970409)

عقیدہ ختم نبوت زندہ باد　　یااللہ مدد　　عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باد

بفیضان

حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان المحققین حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مجلہ　　پشاور

راہِ ہدایت

بیاد

امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

ترجمان علماء دیوبند حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ

مناظر اسلام حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسماعیل محمدی رحمۃ اللہ علیہ

زیرسرپرستی

متکلم اسلام حضرت مولانا سجاد الحجابی دامت برکاتہم

مناظر اسلام حضرت مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی مدظلہ

حضرت مولانا مفتی محمد ندیم محمودی الحنفی صاحب حفظہ اللہ

محقق اہل سنت حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ

مناظر اسلام مولانا مفتی نجیب اللہ عمر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

مجلس مشاورت

حضرت مولانا مفتی محمد وقاص رفیع حفظہ اللہ

حضرت مولانا مفتی محمد طلحہ صاحب حفظہ اللہ

حضرت مولانا محمد محسن طارق الماتریدی حفظہ اللہ

حضرت مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب حفظہ اللہ

حضرت مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ

مدیراعلیٰ

حضرت مولانا خیر الامین قاسمی حفظہ اللہ

نائب مدیر

طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

فہرست مضامین

نوٹ: گزشتہ شماروں کی پی ڈی ایف حاصل کرنے کے لئے 03428970409 پر واٹس ایپ کیجئے۔

مفتی رب نواز، احمد پور شرقیہ (قسط:۵)

غیر مقلدین کا قیاسی دین

(عیدین کے مسائل)

عیدین کے غسل کو جمعہ کے غسل پر قیاس

شیخ عبد الرؤف سندھو غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حاصل کلام یہ ہے کہ عیدین کے روز غسل کرنے کے بارے میں مجھے کوئی صحیح اور مرفوع حدیث نہیں ملی، حافظ ابن حجر نے بزار سے نقل کیا ہے کہ عیدین کے روز غسل کے بارے میں مجھے کوئی صحیح حدیث معلوم نہیں۔ ”تلخیص“ (۸۱/۲) بلکہ حافظ ابن عبد البر نے تو کہا ہے کہ عیدین کے روز غسل کرنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث ثابت ہی نہیں۔ تمہید (۲۶۶/۱۰)... حافظ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ اہلِ علم کی ایک جماعت کے نزدیک عیدین کا غسل، غسلِ جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے مستحب ہے۔ تمہید (۲۶۶/۱۰) امام نووی کا کہنا ہے کہ اس مسئلے میں اعتماد ابن عمر کے اَثر پر اور جمعہ کے غسل پر قیاس پر ہے۔ مجموع (۷/۵)۔“

(القول المقبول صفحہ ۶۵۳،۶۵۲، طبع چہارم)

حافظ عبد الستار حماد غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حاصل کلام یہ ہے کہ عیدین کے روز غسل کے استحباب پر کوئی صحیح مرفوع روایت نہیں ہے... حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اہلِ علم کی ایک جماعت کے نزدیک عید کا غسل، غسل جمعہ پر قیاس کی وجہ سے مستحب اور پسندیدہ ہے۔“

(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ۴۱۳/۱)

ڈاکٹر شفیق الرحمن غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عیدین کے دن غسل کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث ثابت نہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل ہے، اہلِ علم کی ایک جماعت کے نزدیک یہ غسل، غسل جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے مستحب ہے۔“

(نمازِ نبوی صفحہ ۶۵ طبع دار السلام)

ڈاکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں:

”امام نووی فرماتے ہیں: اس مسئلہ [غسل عیدین (ناقل)] میں اعتماد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر پر ہے، نیز جمعہ کے غسل پر قیاس اس کی بنیاد ہے۔“

(حوالہ مذکورہ)

فاروق رفیع غیر مقلد لکھتے ہیں:

”غسل جمعہ پر قیاس: چوں کہ اہلِ اسلام کا اجتماع اور عید ہے اور اس مناسبت کی وجہ سے غسل جمعہ واجب ہے۔ سو عیدین میں بھی یہ اسباب موجود ہیں۔ لہٰذا عیدین کے غسل کا کرنا بھی بہتر عمل ہے۔“

(عیدین کے مسائل صفحہ ۳۷، ناشر: ترجمان الحدیث پبلی کیشنز)

نماز عیدین میں ہاتھوں کا باندھنا عام نمازوں پر قیاس

مولانا عبد الجبار غزنوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”دوسری نمازوں میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء اور حمد پڑھنے کے وقت ہاتھوں کا باندھنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے، لہٰذا اِس پر قیاس کرکے اور جمہور امت کی اِقتداء کے لحاظ سے قولِ راجح ہاتھوں کا باندھنا ہی معلوم ہوتا ہے۔“

(فتاویٰ غزنویہ صفحہ ۹۲ بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث: ۱۸۶/۴)

عیدین کی زائد تکبیروں کے رفع یدین کو عام رفع یدین پر قیاس

عیدین کی زائد تکبیروں کے رفع یدین پر غیر مقلدین کا باہمی اختلاف ہے۔ ایک طبقہ اس کا قائل نہیں

جب کہ دوسرا اسے معمول بنائے ہوئے ہے۔ فتاویٰ علمائے حدیث میں صراحت بھی مل گئی کہ یہ رفع یدین قیاسی مسئلہ ہے:

”عیدین کی تکبیرات میں ہاتھ اُٹھانا ثابت نہیں کسی صحیح مرفوع حدیث سے۔ محض ایک صحابی حضرت ابن عمرؓ کا اثر ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ اس بارے میں حدیث مرفوع تو ہے نہیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے دوسری نماز کے قیام اور رکوع کی تکبیروں پر اسے قیاس کرکے کہا ہے کہ سجدہ کے علاوہ جب بھی آپ نے تکبیر کہی تو رفع یدین کیا۔“

(فتاویٰ علمائے حدیث: ۳/ ۱۶۰، مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور، طباعت دوم، سن: جنوری/ ۲۰۱۱ء)

عیدین کے خطبوں کو جمعہ کے خطبہ پر قیاس

مولانا عبد اللہ روپڑی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی طرح عید کے بھی دو خطبے پڑھے ہوں... دو خطبہ کی روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں، مگر جمعہ پر قیاس سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ عیدین کے جمعہ کی طرح دو خطبے پڑھے جائیں۔“

(فتاویٰ اہل حدیث: ۲/ ۶۵)

روپڑی صاحب کی یہ عبارت ”فتاویٰ علمائے حدیث: ۴/ ۱۹۷“ میں بھی ہے۔

یاد رہے کہ روپڑی صاحب یہاں قیاس کا سہارا لے رہے ہیں جب کہ ان کے ہاں قیاس حجت نہیں ہے۔

(فتاویٰ اہلِ حدیث: ۱/ ۶۶۴، ادارہ احیاء السنۃ ڈی بلاک سرگودھا)

غیر مقلدین کے فتاویٰ میں لکھا ہے:

”عیدین میں دو خطبوں کا پڑھنا کسی حدیث سے صحیح ثابت نہیں، صرف اس قدر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نمازِ عید خطبہ پڑھا اور وعظ فرمایا، دو خطبے پڑھنے والے جمعہ پر قیاس کرتے ہیں ہیں۔“

(فتاویٰ عمر پوری، ص: ۷...... بحوالہ: فتاویٰ علمائے حدیث: ۴/ ۱۸۷)

مولانا علی محمد سعیدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث میں عید کے دو خطبوں کی نص موجود ہے، اگرچہ اس کی سند میں کچھ کلام ہے لیکن قیاس کے موافق ہے۔“

(فتاویٰ علمائے حدیث: ۴/۱۸۷)

یہاں ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ غیر مقلدین نے اگرچہ عیدین کے خطبوں کو جمعہ کے خطبوں پر قیاس کیا ہے مگر اُن کے اپنے غیر مقلدین ہی نے اسے جھٹک دیا ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”عیدین کے خطبہ کے درمیان بیٹھنا سنت ہے۔“

(فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۵۳۵، اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور)

حافظ محمد اسماعیل سگری غیر مقلد (شولاپور) نے امرتسری صاحب کے اس فتوی کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا:

”گذارش یہ ہے کہ عیدین کا دو خطبوں سے ادا کرنا کسی حدیث سے ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ فقہاء نے عیدین کو جمعہ پر قیاس کیا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص میں فرمایا کہ قولہ یجلس بینھما کما فی الجمعۃ مقتضاہ انہ احتج بالقیاس ...انتھی ... پس کوئی دلیل دو خطبہ کے قائلین کے پاس نہیں ہے۔ اور جب دو خطبوں کا ثبوت کسی حدیث سے نہیں ہوتا۔ اور صرف قیاس ہی قیاس سے کام لیا جاتا ہے تو یہ دو خطبے عیدین کے اور ان کے مابین جلوس خلاف سنت ہے۔“

(فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۵۳۶، اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور)

حافظ عبد الستار حماد غیر مقلد لکھتے ہیں:

”آخری گزارش: عیدین کے دونوں خطبوں کے متعلق جو نقلی اور عقلی دلائل کتب حدیث سے دستیاب ہوئے ہیں ہم نے دیانت داری کے ساتھ پیش کر دیا ہے اور ان پر انتہائی احتیاط کے ساتھ اپنی گزارشات بھی رقم کی ہیں مذکورہ دلائل اور گزارشات کے پیش نظر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ عیدین کے لئے دو خطبے دینا ایک شرعی حکم ہے جس کے ثبوت کے لیے صاف واضح اور صحیح دلائل کی ضرورت ہے جو ہمیں نہیں مل سکے۔ اس کے متعلق صرف لفظ“

خطب‘‘ استعمال ہوا ہے جو فردِ مطلق پر دلالت کرتا ہے اور اس سے مراد صرف ایک خطبہ ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر وعظ ارشاد فرماتے ہوئے دیا کرتے تھے، دو خطبے صراحت کے ساتھ صرف جمعہ کے لیے ہیں اس کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر دو خطبے ہمارے نزدیک پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتے، اس لیے ہمارا موقف یہی ہے کہ عیدین کے لیے صرف ایک ہی خطبہ پر اکتفا کیا جائے۔ چنانچہ برصغیر کے عظیم محدث علامہ عبید اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لفظ ’’خطب‘‘ میں اس بات کی دلیل ہے کہ عیدین کے لئے صرف ایک ہی خطبہ مشروع ہے اور جمعہ کی طرح اس کے دو خطبے نہیں ہیں، نہ ہی ان کے درمیان بیٹھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عیدین کے دو خطبے دینا قابلِ اعتبار سند سے ثابت نہیں لوگوں نے جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے اسے رواج دے دیا ہے۔[مرعاۃ المفاتیح: ۳۰۰، ج ۲] البتہ جو حضرات ضعیف احادیث کے متعلق نرم گوشہ رکھتے ہیں ان کے نزدیک کے دو خطبے دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ ہمیں اس سے اتفاق نہیں ہے۔‘‘

(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ۲/۱۶۸، مکتبہ اسلامیہ لاہور، سن اشاعت: جنوری/ ۲۰۰۹ء)

بشیر احمد حسیم غیر مقلد نے بھی لکھا ہے کہ عید کے خطبہ کو جمعہ پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

(عیدین اور قربانی کے مسائل صفحہ ۱۳،۱۱)

مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ

فقہ حنفی کے مسائل کا سند طلب کرنا جہالت ہے

غیر مقلدین کو یہ سبق پڑھایا گیا ہے کہ اپنے مطلب کی حدیث کو صحیح ہی کہنا ہے چاہیے وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو اور احناف کی پیش کردہ احادیث کو ضعیف ہی کہنا ہے اگرچہ وہ صحیح کیوں نہ ہو۔ اس لئے غیر مقلدین کی اب یہ عادت بن چکی ہیں کہ جب کوئی حنفی ان کے سامنے حدیث پیش کرتے ہیں تو یہ لوگ چیخ چیخ کر کہتے ہیں کہ جی یہ حدیث ضعیف ہے اس میں فلان فلان راوی ضعیف ہیں اس لیے یہ حدیث حجت نہیں بن سکتی۔

جواب:

دیکھئے: ہمارے حنفیہ حضرات کے مذہب کا دارومدار تواتر عملی پر ہے۔ کیا مطلب؟ یعنی کسی واقعہ، فعل یا قول وغیرہ کو اتنے ہی زیادہ لوگ نقل کریں کہ ان سب کا جھوٹ پر جمع ہونا ناممکن ہو۔ اور اہل اصول کے یہاں یہ قاعدہ مسلّم ہے کہ جو حدیث تواتر عملی کے موافق ہو وہ اتنی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہوتی ہے کہ پھر اس کی سند دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی وہ سند سے مستغنی اور بے نیاز ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ علامہ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

والمتواتر لایبحث عن رجاله بل یجب العمل به من غیر بحث:

(نخبۃ الفکر ص25)

یعنی متواتر کے رجال سے بحث نہیں ہوتی بلکہ بغیر بحث کئے اس پر عمل واجب ہے۔

اسی طرح ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں:

المتواتر لایسئل عن احوال رجاله.

یعنی متواتر کے رجال کے احوال سے بحث نہیں کی جاتی۔

اہل اصول متواترات کی مثال قرآن پاک سے دیتے ہیں۔ قرآن مجید تلاوۃً متواتر ہے مسلمان قرآن پاک کی ہر ہر آیت کی سند تلاش نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی قرآن کریم کی ہر ہر آیت کی سند کا مطالبہ کریں تو جاہل سمجھا جائیگا کیونکہ متواترات کی سند کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ لہذا ہمارا مذہب اور مذہب حنفی کے سارے مستدلات و مسائل عملاً متواتر ہیں، فقہ حنفی کے مسائل کے سند کا مطالبہ کرنا اصول سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

پھر بھی اگر کوئی ضدی وہابی مطالبہ کرتا ہے کہ متواتر فقہ حنفی کے ہر ہر مسئلہ کو سند کے ساتھ پیش کیجئے تو الزاماً ایسے ہی حضرات سے چند متواتر اشیاء کی سند درکار ہیں۔

پہلا سوال:

قرآن مجید کی ہر ہر آیت کریمہ کو سند سے ثابت کریں۔

بصورت دیگر قرآن مجید کے ثبوت کا انکار کریں جیسے کہ متواتر فقہ کا انکار کر چکے ہو۔

دوسرا سوال:

قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کی ترتیب کو فرداً فرداً سند سے ثابت کیجیے ورنہ اہل تشیع کی طرح اس متواتر ترتیب کا انکار کر دیں جس طرح متواتر فقہ کا انکار کر چکے ہو۔

تیسرا سوال:

قرآن وحدیث کے ترجمہ کیلئے لغت کی ضرورت ہے تو اس متواتر لغت سے قرآن کے ہر ہر لفظ کا معنی واضع لغت تک سند سے ثابت کریں ورنہ لغت اور اس کے معنی کا اسی طرح برملا انکار کریں جس طرح متواتر فقہ حنفی کا انکار کرنے لگے ہو۔

مفتی رب نواز، احمد پور شرقیہ

تنقیصِ صحابہ کرام اور آلِ غیر مقلدیت

[بندہ نے غیر مقلدین کی کتابوں کے مطالعہ کے دَوران صحابہ کرام کی گستاخیوں پر مشتمل عبارات کو جمع کیا، پھر انہیں چھ سات عنوان میں تقسیم کر کے مختلف رسالوں میں شائع کرایا۔ اُن میں سے ایک عنوان ’’تنقیصِ صحابہ کرام اور آلِ غیر مقلدیت‘‘ ہے جو اَحباب کی خدمت میں پیش کیا جارہاہے۔ اس طرح کے دیگر مضامین بندہ کی زیر ترتیب کتاب ’’مقدسات کی شان میں غیر مقلدین کی گستاخیاں‘‘ میں شامل ہیں جو عن قریب منظر عام پہ آنے والی ہے، ان شاء اللہ۔ (رب نواز عفا اللہ عنہ)]

دو تین کتابیں پڑھنے والا مجتہد صحابہ سے زیادہ علم والا

امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب لوگوں کو تقلید سے نکلنے کا فار مولا بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’جو کوئی نیل المرام اور تلخیص یا منتقی اخبار کو خوب یاد کر لیوے وہ کتاب و سنت سے بخوبی واقف ہو سکتا ہے اور اس کا علم ان صحابہ کے برابر پہنچ جاتا ہے بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے جن کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد جائز رکھا، صرف اتنا اور ضرور ہے کہ صحابہ اہلِ زبان تھے ان کو نحو اور صرف کی لغت کی حاجت نہ تھی۔ اگر یہ شخص عربی نہ ہو تو بقدر ضرورت علمِ عربیت اور لغت بھی حاصل کر لیوے اور اتنا اجتہاد شرعی اور تقلید سے نکلنے کے لیے کافی ہے۔‘‘

(رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجۃ: ۲/ ۲۵۷)

وطی فی الدبر کے جواز کی نسبت

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

’’سنیوں کا یہ اعتراض شیعوں پر کہ اُن کے نزدیک وطی فی الدبر جائز ہے، محض لغو ہے کس لیے کہ بعض اکابر اہلِ سنت اور صحابہ سے بھی اُس کا جواز منقول ہے۔‘‘

(لغات الحدیث: ۱/ ۲۶، خر)

تنبیہ: وطی فی الدبر کا مطلب پاخانہ کے راستہ سے ہم بستری کرنا ہے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر فسق کا الزام

امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا:

”بعض اعمالِ مفسقہ ان سے صادر ہوئے ہیں۔“

(مؤطا مالک مترجم صفحہ ۳۳۷)

وحید الزمان صاحب نے نزل الابرار ۳/ ۹۴ پر پانچ صحابہ کرام کو فاسق کہا ہے۔ (استغفر اللہ)

صحابیہ کو بد قسمت، بد نصیب، بے وقوف، کم بخت اور شیطان کی سواری کہنا

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

”آنحضرت ﷺ نے ایک جَون قبیلہ کی عورت سے نکاح کیا جب خلوت میں اُس کے پاس گئے تو فرمایا اپنی تئیں مجھ کو بخش دے یعنی مجھ کو جماع کی اجازت دے وہ بے وقوف کیا کہنے لگی بھلا ملکہ یعنی رانی شاہزادی پادشاہ بیگم کہیں اپنی تئیں بازاری لوگوں کو یارعایا کو بخش دیتے ہیں۔ (معاذ اللہ) کیا بد قسمت، بد نصیب عورت تھی۔“

(لغات الحدیث: ۲/ ۲۱۲، سو)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”کیا کم بخت عورت تھی... یہ آپ ہی کا حلم اور کرم تھا اگر کوئی دوسرا ہوتا تو دھڑ سے جوتا لگاتا اور زبردستی اس کو گرا کر اس سے جماع کرتا۔ کم بخت ہماری جورو ہو کر ہم ہی سے لگی زبان درازی کرنے لیکن اس پر تو شیطان سوار تھا۔“

(تیسیر الباری شرح بخاری: ۷/ ۱۶۸، ۱۶۷)

صحابہ کے لیے ”رضی اللہ عنہم“ نہ کہنے کی ترغیب

علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

”یستحب الترضی للصحابة غیر ابی سفیان و معاویة و عمرو بن العاص و مغیرة بن شعبة و سمرة بن جندب۔“

(کنز الحقائق صفحہ ۲۳۴)

”صحابہ کے لیے رضی اللہ عنہم کہنا مستحب ہے مگر ابو سفیان، معاویہ، عمرو ابن العاص، مغیرہ بن شعبہ اور سمرہ بن جندب کے لیے مستحب نہیں۔“

رئیس محمد ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ان دونوں کتابوں [نزل الابرار، کنز الحقائق (ناقل)] میں صرف پانچ صحابہ کی بابت کہا گیا ہے کہ ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہم مستحب نہیں ہے۔“

(سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۶۳۲)

ان دو کتابوں: نزل الابرار، کنز الحقائق کے متعلق غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے:

”یہ کتابیں بھی فقہ اہلِ حدیث کے موضوع پر ہیں اور عوام میں بہت مقبول ہیں۔“

(اہلِ حدیث کی تصنیفی خدمات صفحہ ۶۲)

صحابہ کرام کی طرف متعہ کے جواز کی نسبت

علامہ وحید الزمان صاحب نکاحِ متعہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی حرمت بر سر منبر بیان کی جب سے لوگوں نے متعہ کرنا چھوڑ دیا مگر بعض صحابہؓ اس کے جواز کے قائل رہے جیسے جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو سعید اور معاویہ اور اسماء بنت ابی بکر اور عبد اللہ بن عباس اور عمرو بن حویرث اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم۔“

(مؤطا مالک مترجم صفحہ ۳۷۴)

حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حضرت ابنِ عباس سے بھی متعہ کا جواز مروی ہے اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان پر اس مسئلہ میں سخت تنقید کی ہے۔“

(نور العینین صفحہ ۳۹)

محمد رئیس ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”بعض صحابہ نکاح متعہ کے قائل تھے۔“(سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ٦٦١)

صحابہ کے سچے ہونے کی کوئی گارنٹی نہیں

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد کہتے ہیں:

”ابو بکر صدیق ہوں، حضرت عمر ہوں، حضرت عثمان ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہم ہوں، کوئی ہو اللہ نے کسی کی کوئی گارنٹی نہیں دی کہ جب بولتا ہے تو سچ بولتا ہے۔“

(خطبات بہاول پوری:٥/٩٣)

حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا ہے :اولٰئك هم الصّٰدقون ،یہ لوگ یقینا سچے ہیں۔ صحابہ کرام کو اگر سچا نہ مانیں تو ان کا روایت کردہ سارا دین مشکوک ہو جائے گا۔

صحابہ کرام کے ذہنوں کی بابت نظریہ

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب کہتے ہیں:

”جنگ اُحد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ مسلمانوں کے دل ہل گئے۔ ہائے ! ہائے ! ایسا نقصان ... چلو کوئی بوڑھا ہو تا تو بات کچھ اور تھی ۔اب کسی کام کا نہیں۔ ابھی جوانی ہے۔ اور پھر جرأت اور جسارت ہائے ! ہائے ! وہ شہید ہو گیا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ وہ شہید ہو گئے ۔ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات کہ اللہ کو پتہ لگ جاتا تو اللہ کبھی جان نہ نکالتا۔“

(خطبات بہاول پوری:٤/١١٦، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد)

بہاول پوری صاحب نے صحابہ کرام کے ذہنوں کی طرف اللہ کی ذات کے متعلق کیسی بات منسوب کر دی!!!

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اللہ کو پیارے نہیں تھے

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد کہتے ہیں:

”ابو جہل خدا کو پیارا نہیں تھا۔ ابو لہب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا وہ خدا کو پیارا نہیں تھا۔ بلال کالا، حبشی موٹے موٹے نقوش والا وہ خدا کو پیارا نہیں لگتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابو لہب خدا کو پیارا نہیں تھا۔“

(خطبات بہاول پوری:۵/ ۵۰۴، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد)

صحابی رضی اللہ عنہ کی طرف گالیاں دینے کی نسبت!!

پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری صاحب کہتے ہیں:

”بخاری شریف، مسلم شریف اور حدیث کی تمام کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے کہ ایک صحابی نے کسی بات پر اپنی ایک لونڈی کو تھپڑ مار دیا اور گالیاں والیاں بھی دیں۔“

(خطبات بہاول پوری:۵/ ۹۱، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد)

صحابہ کرام کی طرف مال لوٹنے کی نسبت

پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری صاحب کہتے ہیں:

”اب جنگ اُحد ہوئی، جنگ اُحد میں پہلے مسلمانوں کو فتح ہوئی، لیکن صحابہؓ سے کچھ غلطی ہو گئی۔ مال لوٹنے لگ گئے۔“

(خطبات بہاول پوری:۵/ ۸۴، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد)

صحابہ کرام کی طرف مشت زنی کی نسبت

نواب نور الحسن غیر مقلد مشت زنی کے جواز پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”احادیث وارده در منع از نکاح بدست ثابت و صحیح نشده بلکہ بعض اہلِ علم نقل این اسیمباء از صحابہ نزد غیبت از اہلِ خود کرده اند ودر مثل ایں کار حرجے نیست بلکہ ہمچو استخراج دیگر فضلات موذیہ بدن ست۔“

(عرف الجادی صفحہ ۲۰۷)

ترجمہ: ہاتھ کے ساتھ شہوت پوری کرنے کی ممانعت پر وارد ہونے والی حدیثیں ثابت اور صحیح نہیں بلکہ بعض اہلِ علم نے نقل کیا ہے کہ صحابہ گھروں سے دُور ہونے کے وقت یہ مشت زنی کر لیا کرتے تھے اور اس جیسے کام میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تو بدن سے دوسرے تکلیف دہ فضلات نکالنے کی طرح ہے۔

حرام و معصیت فعل کا مرتکب قرار دینے کی جسارت

رئیس محمد ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اس سے قطع نظر ایک وقت کی طلاقِ ثلاثہ کو متعدد صحابہ اگرچہ واقع مانتے ہیں مگر وہ بھی ایک وقت میں تینوں طلاقیں دے ڈالنے والے فعل کو نصوص کتاب و سنت کے خلاف اور حرام و معصیت قرار دینے پر متفق ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ از روئے شریعت جو فعل حرام و معصیت ہو اور جس کے کرنے کی اجازت نہ ہو اسے کسی صحابی یا متعدد صحابہ کا لازم و واقع مان لینا دوسروں کے لیے بلا دلیل شرعی حجت کیوں کر ہو سکتا ہے؟ خصوصاً جب کہ فرمانِ نبوی ہے کہ جو کام ہماری اجازت و حکم کے بغیر کیا گیا وہ مردود ہے۔"

(تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق صفحہ ۵۴)

صحابی کا فتویٰ خلاف نصوص ہونے کی وجہ سے مردود!!!

رئیس محمد ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ظاہر ہے کہ جس صحابی یا تابعی نے ایسی بدعی طلاق کو ایک سے زیادہ غیر رجعی طلاق قرار دیا یا اس میں نیت کو دخیل مانا اس نے اجتہادی غلطی کی بنا پر نصوص کتاب و سنت کے خلاف فتویٰ دیا اس لیے اس صحابی یا تابعی کا یہ فتویٰ خلاف نصوص ہونے کے سبب قابلِ رد ہے۔"

(تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق صفحہ ۹۲)

قرآن وحدیث سے بے نیازی کا الزام

ندوی صاحب لکھتے ہیں:

"اگر کسی صحابی کی طرف ایک وقت کی طلاقِ ثلاثہ کے وقوع کے فتوی کا انتساب صحیح ہے تو یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ کسی بھی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ ہمارا فتویٰ قرآن وحدیث کے کسی نص سے ماخوذ ہے۔"

(تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق صفحہ ۱۰۳)

غصہ سے مغلوب ہو کر غلط فتوے دینے کا الزام

ندوی صاحب لکھتے ہیں:

”ظاہر ہے کہ حضرت علی نے یہ بات محض غصہ میں کہی تھی... یہی غصہ والی بات ان صحابہ کے فتاویٰ میں بھی کارفرما تھی جنہوں نے ایک وقت میں ایک سے زیادہ دی ہوئی طلاقوں کو واقع بتلایا۔“

(تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق صفحہ ۱۰۳)

ابن عباس کا عمل حدیثوں کے خلاف ہے!!!

رئیس محمد ندوی غیر مقلدی لکھتے ہیں:

”ہم حدیث کے متبع ہیں ابن عباس کے نہیں۔ اور نہ امام احمد کے۔ کتنی حدیثوں کے خلاف امام احمد وابن عباس کا عمل ہے۔“

(تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق صفحہ ۴۳۷)

صحابہ وتابعین پر قرآن کی مخالفت کا الزام

ندوی صاحب لکھتے ہیں:

”بہت سے صحابہ وتابعین بہت سی آیات کی خبر رکھنے اور تلاوت کرنے کے باوجود بھی مختلف وجوہ سے ان کے خلاف عمل پیرا تھے۔“

(تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق صفحہ ۴۵۹)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر بہتان تراشی

رئیس محمد ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کے لیے خاندانِ نبوت کے لوگوں اور دوسرے صحابہ سے بیعت کرنے پر دباؤ ڈالا اور خاندانِ رسالت کے بہت سارے لوگوں بالخصوص حکام علی مرتضیٰ کو قتل کرایا، حتی کہ مدینہ منورہ پر بھی بسر بن ارطاۃ کے ذریعہ حملہ کرا کے بہت سے لوگوں کو تہہ تیغ کرایا، جن میں بہت سے صحابہ وخاندانِ نبوت کے لوگ تھے۔ حضرت علی کے ربیب محمد بن ابی بکر کو عجیب ڈھنگ سے قتل کرایا، حضرت حسن بن علی مرتضیٰ نے جب زمامِ

خلافت سے دستبردار ہو کر خلافت امیر معاویہ کے سپرد کر دی تو حضرت حسن کو کس طرح بذریعہ زہر قتل کرایا گیا؟ کیا یہ سب خاندانِ رسالت کے ساتھ خوب اچھا سلوک ہے؟"

(سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۶۸۵)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ پر ایک الزام

حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش میں شریک ہونے کا الزام لگاتے ہوئے لکھا:

"کیا حذیفہ کے ان الفاظ سے معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اس سازش سے باخبر تھے اور اگر یہ سازش صرف یہود یا مجوس کی تیار کردہ تھی تو حذیفہ کو تمام واقعات بیان کرنے سے کون سا امر مانع تھا، اس حذیفہ کا بیٹا محمد اور محمد بن ابو بکر دونوں مصر میں اِبن سبا کے معتمد خاص تھے۔"

(شہادت ذوالنورین صفحہ ۱۷)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کمیونسٹ نظریہ سے متاثر؟

حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد نے علامہ اقبال کے ایک شعر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"اس شعر میں دوسرے نمبر پر حضرت ابو ذر غفاریؓ کا نام ہے جو اِبن سبا کے کیمونسٹ نظریہ سے متاثر ہو کر ہر کھاتے پیتے مسلمان کے پیچھے لٹھ لے کر بھاگ اُٹھتے تھے۔"

(خلافتِ راشدہ صفحہ ۱۴۳)

اجماعِ صحابہ کی مخالفت کو اسلام کی روح قرار دینے کی جسارت

پروفیسر قاضی مقبول احمد غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اجماع صحابہ بعض معاملات میں حجت نہیں ہے ایسا اجماع وقتی قانون کی وجہ سے تھا مثلاً... حضرت عمرؓ نے ام ولد لونڈی کی بیع کی ممانعت کر دی۔ تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔ شراب نوشی کی سزا چالیس سے بڑھا کر اسی کوڑے کر دی۔ یہ اور اس کے قسم کے قانونی اجتہادات پر ایک عہد میں صحابہ کا اجماع ہوا جو صرف وقتی قانونی اجماع تھا۔ اس اجماع کے خلاف قانون سازی ہو سکتی ہے۔ ان کا یہ اجماع ایک وقتی مصلحت اور ضرورت کے تحت تھا۔ ہر خلیفہ اور ہر

حکومت اپنی ضرورت مصلحت کے مطابق قانون سازی کر سکتی ہے، یہی اسلام کی روح ہے۔

تعزیراتی سزاؤں میں صحابہ کا اجماع حجت نہیں ہے۔"

(اسلام اور اجتہاد صفحہ ۴۸، مکتبہ قدوسیہ لاہور)

پروفیسر صاحب نے اس عبارت میں اجماع صحابہ کرام کی مخالفت کو نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ اسے "اسلام کی روح" تک کہہ دیا۔ افسوس!!

صحابہ کرام معیار حق نہیں

مولانا فاروق الرحمن یزدانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اب یہ کام آخری پیغمبر ورسول کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے کہ وہی مسلمانوں کی عقیدت ومحبت کا مرکز ومحور ہے اور اسی کا قول وفعل معیار حق ہے، اس کے سوا کسی شخصیت کا خواہ وہ کسی درجہ کے علم وعمل سے متصف ہو، حتی کہ وہ اگر عشرہ مبشرہ سے ہو یا خلفائے راشدین سے، بلکہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کیوں نہ ہو، وہ معیارِ حق نہیں ہے۔"

(احناف کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف صفحہ ۴۴۱)

تنبیہ: یزدانی صاحب کی اس کتاب کا جواب حضرت مولانا عبد القدوس خان قارن دام ظلہ نے "انکشاف حقیقت" نام سے لکھ دیا ہے اور وہ شائع بھی ہو چکا۔

صحابی کے عمل کو حرام اور گناہ کہنے کی جسارت

ابن بشیر الحسینوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"داڑھی رکھنا، بڑھانا سنت نہیں بلکہ فرض ہے، واجب ہے اور داڑھی کٹانا فرض اور واجب کی خلاف ورزی ہے، نافرمانی ہے، حرام ہے اور گناہ ہے۔" (مقالات نور پوری ص ۲۷۸)

مٹھی سے زائد داڑھی کاٹنا بالکل غلط ہے: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ ان کا اپنا عمل ہے اور ان کا عمل دین میں دلیل نہیں بنتا۔ صحابی کا اپنا قول اور اپنا عمل دلیل نہیں بنتا۔ صحابی رضی اللہ عنہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وعمل اور نبی کی تصویب تقریر

بیان کریں تو وہ دلیل ہے صحابی کا اپنا عمل اور قول دلیل نہیں، جب یہ دلیل نہیں تو اس سے گنجائش کیسے ملی؟"

(شرعی احکام کا انسائیکلوپیڈیا صفحہ ۱۵۸، تقدیم حافظ صلاح الدین یوسف... تخریج و تحقیق الشیخ زبیر علی زئی)

سیدنا معاویہ پر کتاب وسنت چھوڑ کر رائے پر عمل کرنے کا الزام

مولانا ابو الاشبال شاغف غیر مقلد نے "رائے اور اجتہاد" کی مذمت بیان کرتے ہوئے لکھا:

"پھر امیر معاویہ نے اجتہاد و قیاس کا سہارا لیا اور یزید کی بیعت لی اور صریح کتاب و سنت کو اس باب میں چھوڑ دیا، اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ پس اے امت مسلمہ کتاب و سنت کے صریح احکام پر عمل کرنے پر اکتفاء کرو۔ اس کے اندر ڈوب کر ست نکالنے کی فکر میں مت پڑو۔ اجتہاد و قیاس کی ضرورت نہیں، غلط فہمی میں مت پڑو۔ یہ شیطانی وسوسے ہیں اور ان ہی وساوس پر عمل کرنے کے یہ نتائج ہیں کہ امت مسلمہ متفرق فرقوں میں بٹ کر تباہ و برباد ہو رہی ہے۔"

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۸۲)

صحابہ کی طرف نسبت کہ انہوں نے سیدنا ابو بکر کو اَذَل قبیلہ کا کہا

غرباء اہلِ حدیث کے امام عبد الوہاب دہلوی نے کہا:

"میری بیعت مثل ابو بکر صدیقؓ کے ہوئی ہے جیسے ابو بکر صدیق کی بیعت پر صحابہ باتیں بناتے تھے کہ یہ اذل قبیلہ کا ہے لائقِ امام بیعت نہیں بلکہ دوسرا اس کا مستحق ہے ایسے ہی لوگ مجھ کو کہتے ہیں۔"

(مقاصد الامامۃ صفحہ ۷، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

مولانا عبد الجبار کھنڈیلوی غیر مقلد نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"آپ فرماتے ہیں کہ صحابہ نے ابو بکر صدیقؓ کو اذل قبیلہ کا کہا مولوی صاحب لفظ صحابہ جو جمع کے معنٰی دیتا ہے آپ نہ فرمائیے۔ آپ کی نسبت صحابہ نے ایسا نہیں کہا بلکہ شاید کسی صحابی

نے ایسا کہا ہو گا جو حسد پر مبنی تھا۔ اس لئے جس کے سامنے یہ لفظ بولا گیا تھا اس نے فوراً رَد کر دیا۔ پس مولوی صاحب جو بات کہ مر دود شدہ ہے اُس کو آپ پیش کر کے کیوں مغالطہ دیتے ہیں ذرا انصاف سے کام لیجئے۔"

(مقاصد الامامۃ صفحہ ۷، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

اگلے صفحہ پر لکھا:

"آپ اپنی بیعت کے انکار پر ابو بکر صدیق کی نسبت یہ قول صحابہ کی جانب منسوب نہ کیجئے۔"

(مقاصد الامامۃ صفحہ ۸، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

صحابی پر الزام کہ انہوں نے حدیث پر باپ دادا کی رائے کو ترجیح دی

آصف عباس حماد غیر مقلد لکھتے ہیں:

"سیدنا سعید بن مسیب کے دادا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: "حزن" یعنی غم۔ آپ نے فرمایا تیرا نام سہل (آسانی) ہے، اس نے کہا کہ نہیں، میرے والد نے میرا نام حزن رکھا ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ رائے کے مطابق نام نہیں بدلا بلکہ مخالفت کی اور اپنے باپ دادا کی بات کو ترجیح دی۔"

(دامنِ حدیث چھوٹنے نہ پائے صفحہ ۵۴، دار العلوم ممبئ)

یاد رہے کہ آصف صاحب نے اس عبارت کو "حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے عذاب کا اندیشہ" عنوان کے تحت لکھا ہے۔

صحابہ نے نص کے مقابلہ میں رائے قیاس سے کام لیا

مولانا داود ارشد غیر مقلد نے غزوہ اُحد میں دَرے پر تعینات صحابہ کرام کے متعلق لکھا:

"یہ جنگ اُحد کا واقعہ ہے۔ ان تیر اندازوں کی نافرمانی کی پاداش میں سارے مسلمانوں کو نقصان عظیم اُٹھانا پڑا کہ ستر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ ان تیر اندازوں نے نص کے

مقابلہ میں رائے قیاس سے کام لیا تھا، اس لیے قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے رائے قیاس پر چلنا اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غداری کرنا ہے۔"

(شرح بخاری داود راز:۶/۱۲۸)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف سورہ فاتحہ کے انکار کی نسبت

غیر مقلدین کی طرف سے شائع شدہ "سنن دارمی مترجم" میں لکھا ہے:

"ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک سورۃ الفاتحہ قرآن میں سے نہیں ہے۔"

(سنن دارمی مترجم:۵۱۹)

صحابی نے سنت سے غفلت برتی

مولانا حافظ محمد گوندلوی غیر مقلد نے اختلافی مسائل پر بحث کرتے ہوئے لکھا:

"ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح نماز پڑھی ہو۔ جس طرح کسی نے دیکھا اور آگے جا کر نماز پڑھی، پھر اس کو دیکھنے والوں سے اسی طرح طریقہ چلا آیا، یہاں تک یہ زمانہ آیا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے صرف ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی ہو، مگر دیکھنے والوں میں سے بعض نے سنت سمجھ کر غفلت کی بناء پر چھوڑ دیا ہو، پھر وہاں سے سلسلہ چل کر اس زمانہ تک پہنچ گیا ہو۔ یہ حال دوسرے اُمور اختلافیہ کا ہے۔"

(دوامِ حدیث صفحہ ۲۸۰)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر تنقید

حافظ صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

"حضرت حسینؓ کی مظلومانہ شہادت کے بعد حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ مکہ میں قیام پذیر تھے اور شاید سمجھ رہے تھے کہ ان کے لیے اَب میدان صاف ہے، چنانچہ وہ حکومت حاصل کرنے کے لیے کاروائیوں میں مصروف تھے۔"

(ماہ محرم اور موجودہ مسلمان صفحہ ۳۶بحوالہ قادیانی اور غیر مقلدین صفحہ ۳۷)

"قادیانی اور غیر مقلدین" یہ کتاب حضرت مولانا عبدالحق خاں بشیر دام ظلہ (گجرات) کی ہے۔

صحابہ کرام کو ظالم اور فاسق کہنے کی جرأت

علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ہم اہلِ سنت اور جماعت معاویہؓ اور عمرو ابن العاص اور حجاج وغیرہم کی تکفیر نہیں کرتے اور نہ ان پر لعنت کرنا بہتر جانتے ہیں، بلکہ ان کو ظالم اور فاسق سمجھتے ہیں اور ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتے ہیں، اگر وہ چاہے گا تو بخش دے گا، کیوں کہ وہ ارحم الراحمین ہے اور جن لوگوں نے معاویہ اور عمرو بن العاص کو صحابیت کی وجہ سے واجب التعظیم اور واجب المدح سمجھا ہے انہوں نے غلطی کی ہے۔"

(وحید اللغات بحوالہ بنات اربعہ صفحہ ۴۴۰)

بندہ نے یہ حوالہ "قادیانی اور غیر مقلدین" صفحہ ۳۶ سے لیا ہے۔

صحابہ کی طرف کبیرہ گناہوں کی نسبت

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کہتے ہیں:

"بعض صحابہؓ فاسق تھے، جیسے حضرت معاویہ کہ انہوں نے ارتکاب کبائر اور بغاوت کی۔"

(البیان المرصوص صفحہ ۱۸۴ بحوالہ قادیانی اور غیر مقلدین صفحہ ۳۵)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت اور دعائیہ کلمات نہ کہے جائیں

جناب محمد فصیح غیر مقلد کہتے ہیں:

"حضرت علیؓ کے مقابلے میں جہاں امیر معاویہؓ کا تذکرہ ہو وہاں لفظ حضرت یا دعائیہ الفاظ کہنا درست نہیں کیوں کہ انہوں نے آخری خلیفہ راشد کے خلاف بغاوت کی ہے۔ لہذا ان کو خطاء کار اور باغی سمجھنا چاہیے۔"

(تاریخ اہلِ حدیث: ۱/ ۲۵۳، ترتیب: ڈاکٹر بہاء الدین)

اس حوالہ کی نشاندہی مولانا عبد الرحمن حفظہ اللہ (پشاور) نے فرمائی ہے، جزاہ اللہ تعالیٰ۔

محترم محمد مدثر علی راؤ صاحب حفظہ اللہ (آخری قسط)

قادیانیت کی گرتی دیوار کو غامدیت کا سہارا

قارئین کرام! غامدی صاحب نے مرزا قادیانی کے حق میں دیگر صوفیاء کرام کی عبارات کو بھی پیش کیا جن کو ہم اختصار کی خاطر یہاں بیان نہیں کر رہے البتہ ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ خود مرزا قادیانی کے قلم سے ہی اس بات کو واضح کر دیں کہ کیا واقعی میں مرزا قادیانی کا معاملہ صوفیاء کرام جیسا تھا۔ اس کے علاوہ غامدی صاحب نے مرزا قادیانی کے متعلق یہ بھی دعوی کیا کہ مرزا قادیانی کا ہمیں کوئی واضح دعوی نبوت نہیں ملتا کہیں۔

اب ہم اس حوالے سے تفصیلی کلام کریں گے جس سے آپ حضرات پر ہر بات واضح ہو جائے گی لیکن آگے بڑھنے سے پہلے ایک بات ہم یہاں عرض کر دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی ایک نہایت ہی شاطر اور مکار انسان تھا جو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا تھا۔ مرزا قادیانی کی تحریرات میں بدترین تضاد دیکھنے کو ملتا ہے۔ کہیں وہ حیات مسیح کے حق میں لکھتا تھا تو کہیں وفات مسیح کے۔ پھر دوسری طرف مدعی نبوت کی وہ تکفیر بھی کرتا تھا اور بعد میں خود بھی دعوی نبوت کر کے اپنے ہی فتوے کی رو سے کافر ہو بیٹھا لہٰذا اس سب معاملے میں مرزا قادیانی کی نفسیات اور اسکے مزاج کو سمجھنے کی بھی شدید ضرورت ہے تا کہ کوئی اشکال باقی نہ رہے۔

اب مطلب کی بات پر آتے ہیں۔ مرزا قادیانی اپنی کتاب "تتمہ حقیقۃ الوحی" میں لکھتا ہے کہ

> "اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو مجھ پر نازل ہوا۔ اور یہ دعوی امت محمدیہ میں آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔"

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503)

دیکھیں کیسے مرزا قادیانی اپنے اوپر نازل ہونے والے شیطانی کلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر رہا ہے اور واضح لکھ رہا ہے کہ اس سے پہلے آج تک کسی نے بھی ایسا دعوی نہیں کیا، اب آگے ملاحظہ فرمائیں۔

اسی صفحہ 503 پر مرزا قادیانی آگے چل کر لکھتا ہے کہ

"اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503)

پھر مرزا قادیانی اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" میں لکھتا ہے کہ

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور ان میں وہ شرط پائی نہیں جاتی۔"

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 407-406)

قارئین کرام! ان چند حوالوں میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کیسے خود کو مخصوص کرتے ہوئے خدا کی طرف سے بھیجا گیا نبی بتا رہا ہے اور اولیاء کرام کو اس سے خارج کر رہا ہے۔ کیا اب غامدی صاحب یہ کہیں گے کہ مرزا قادیانی کے لیے اولیاء کرام نے دروازہ کھولا تھا؟ یا پھر مرزا قادیانی کیساتھ ساتھ ان پر بھی فتوی کفر لگایا جائے گا؟

اب اگے چلئے۔ مرزا قادیانی اپنی کتاب "رسالہ دعوت قوم" میں لکھتا ہے کہ

"ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اسکا دشمن جہنمی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 62)

جن صوفیاء کرام کی عبارات کو غامدی صاحب مرزا قادیانی کے حق میں پیش کرتے ہیں کیا ان سب نے کبھی ایسا کوئی دعوی کیا؟ کیا کبھی کسی نے خود پر ایمان نہ لانے والوں کو جہنمی کہا؟

غامدی صاحب کا یہ بھی کہنا ہے کہ مرزا قادیانی کا کوئی واضح دعوی نبوت نہیں ملتا۔ چلیے اب ذرا ہم اس پر بھی روشنی ڈال دیتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے نزدیک نبوت سے مراد کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ الہیہ بموجب حکم الہی ہے اور اسی کا نام مرزا قادیانی نبوت رکھتا ہے۔ پھر خود غامدی صاحب کے نزدیک بھی نبی وہی ہوتا ہے جس پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہو یا جسے کوئی غیب سے آواز دے کر مخاطب کیا جائے یا پھر جس پر فرشتہ وحی لے کر نازل ہو۔

اب مرزا قادیانی نے درج بالا حوالہ جات میں اپنے لیے بعینہٖ یہی دعواجات کیے ہیں اور اپنے منکرین کو جہنمی قرار دیا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ "روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 106" کے حاشیہ پر اپنے اوپر جبریل کی آمد کا بھی دعوی کیا ہے۔ پھر اپنی کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" میں سورۃ الفتح آیت 29 کی بابت آیت میں موجود ((محمد رسول اللہ)) سے مراد مرزا قادیانی نے معاذ اللہ اپنی ذات کو لیا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207)

کیا اب بھی غامدی صاحب یہ کہیں گے کہ مرزا قادیانی نے کوئی واضح دعوی نبوت نہیں کیا تھا؟

قارئین کرام! مرزا قادیانی کے متعلق ہمارے پاس درجنوں کے درجنوں حوالہ جات ہیں۔ ہم کہاں تک حوالے پیش کرتے جائیں گے؟ اور آپ کہاں تک انہیں پڑھیں گے؟ یقیناً آپ بھی اکتا جائیں گے مرزا قادیانی کے دعواجات کو پڑھتے پڑھتے لیکن ہم بھی مجبور ہیں کیونکہ ہمارا واسطہ ایک ایسے شخص سے پڑا ہے جو شاید قادیانیوں سے کوئی ادھار کھائے بیٹھا ہے کہ ہر حال میں قادیانیوں کی وکالت انہوں نے کرنی ہے۔

مرزا قادیانی کی ان صریح کفریات کے باوجود غامدی صاحب اس کی تکفیر کے قائل نہیں لیکن جب ان سے تکفیر کے متعلق سوال ہوتا ہے تو وہ صوفیاء کرام کو آڑ بنا کر ایک ہی صف میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ جبکہ صوفیاء کرام اور مرزا قادیانی کے مابین کیا فرق ہے وہ ہم آپ پر واضح کر چکے ہیں۔

ایک اور اشکال کا جواب

غامدی صاحب اور انکی جماعت کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ۔۔۔ جیسے مرزا قادیانی کی کتب میں تضاد پایا جاتا ہے کہ ایک جگہ وہ ختم نبوت کو مانتا ہے تو دوسری جگہ اسکا انکار کرتا ہے۔۔۔ اور یہ سب اس لیے کیونکہ تصوف ایک متوازی دین ہے اور جس وقت مرزا قادیانی ختم نبوت کا انکار کرتا تھا اس وقت وہ صوفیانہ تعبیرات کو بیان کر رہا ہوتا تھا لہٰذا ایسے شخص پر کیسے کوئی فتوی لگایا جا سکتا ہے؟

جواب: ویسے تو مرزا قادیانی کی کفریات کا ڈھیر لگا ہوا ہے لیکن اگر بالفرض غامدی حضرات کی اس بات کو تسلیم کر بھی لیا جائے اور مرزا قادیانی کو ایک ذہنی مریض کہ کر سائیڈ پر کر دیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا قادیانی کو نبی ماننے والوں پر فتوی کفر لگے گا یا نہیں؟

مرزا قادیانی تو چلو ایک بیمار شخص تھا لیکن اس کو ماننے والے تو بیمار نہیں ہیں۔۔۔وہ تو ختم نبوت کے منکر ہیں تو ان پر غامدی حضرات فتویٰ کیوں نہیں لگاتے؟ آخر یہ دوغلی پالیسی کیوں؟

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ۔۔۔مرزا قادیانی کے نزدیک اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی بھی نازل ہوتی تھی اور جبریل بھی اس کے پاس آتا تھا اور خدا تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو نبی ورسول کے نام سے مخاطب کیا اور صرف اسے ہی یہ نام ملے اور جو کوئی بھی مرزا قادیانی کا منکر ہو وہ جہنم میں جائے گا۔

جبکہ صوفیاء کرام کے ہاں ایسے کوئی دعوی جات نہیں ملتے کہ جن کی بنیاد پر انہوں نے مسلمانوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کا کہا ہو یا انکی تکفیر کی ہو بلکہ وہ تو اپنی باتوں کو کسی کے لیے بھی حجت قرار نہیں دیتے لہٰذا غامدی صاحب ہوں یا کوئی بھی قادیانیوں کا وکیل صفائی ہو۔۔۔وہ کسی صورت بھی مرزا قادیانی کے کفر کو صوفیاء کرام کی اوٹ میں چھپا نہیں سکتا۔

ختم شد

مولانا مفتی رب نواز حفظہ اللہ، مدیر اعلی مجلہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ

مناظرہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا تقابلی مطالعہ

حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے یادگار مناظروں میں ایک وہ مناظرہ ہے جو اُنہوں نے مماتیوں کے قائد علامہ احمد سعید خان چتروڑ گڑھی سے کیا۔ اُوکاڑوی صاحب کا دعویٰ تھا:

"انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، قبر میں روح کا تعلق جسم کے ساتھ قائم ہے۔"

اس کے بالمقابل علامہ احمد سعید خان صاحب پہلے تو اپنا دعویٰ پیش کرنے سے انکاری رہے، لیکن دَوران مناظرہ انہوں نے کہا:

"کوئی نبی موت کے بعد اس دنیاوالی قبر کے اندر حیات جسمانی کے ساتھ زندہ نہیں۔"

یہ مناظرہ ملک کے طول وعرض میں بہت مقبول ہوا، بلکہ اس کے کیسٹیں بیرون ممالک بھی پہنچیں، بندہ نے یہ مناظرہ کیسٹ کے ذریعہ سنا اور کتاب میں پڑھا، مناظرہ سننے اور پڑھنے کے بعد جو تاثرات ذہن میں نقش ہوئے ہیں انہیں کاغذ پر منتقل کرکے قارئین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اُوکاڑوی دلائل کے امتیازات

☆... حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کے دلائل دعویٰ پر صریح تھے یعنی ان کا دعویٰ دلائل سے صراحۃً ثابت ہوتا تھا۔ ان کے دلائل میں ایک دلیل ذیل کی حدیثِ نبوی ہے:

"اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ، انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔"

اس حدیث میں انبیاء کی تصریح ہے، قبر کا لفظ ہے اور زندہ ہونے کی صراحت ہے، بلکہ اس میں انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ امتیازی کا پہلو بھی مذکور ہے کہ قبروں میں نماز پڑھا کرتے ہیں۔

اس کے بالمقابل خان صاحب کے مزعومہ دلائل صریح نہ تھے مثلاً:

"اللہ یتوفی الانفس حین موتھا ... ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لایستجیب لہ الی یوم القیامۃ ... لا تستجیبون لھم بشئ الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ ..."

ان تینوں آیات میں نہ نبی کا لفظ ہے، نہ قبر کی بات ہے، نہ قبروں میں انبیاء علیہم السلام کے مردہ ہونے کا ذِکر ہے اور نہ ہی خان صاحب ان آیات کا مَن پسند مطلب کسی مفسر کی زبانی بیان کر سکے۔

☆... اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ کے دلائل دعویٰ کے مطابق تھے مثلاً انہوں نے مسلم شریف سے حدیث پیش کی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ، میں معراج کی رات سرخ ٹیلے کے پاس موسیٰ کی قبر سے گزرا، وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

(مسلم: ۲/ ۲۶۸)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا حیات کی دلیل ہے اور نماز پڑھنا چوں کہ قبر میں تھا اس لیے قبر کی حیات ثابت ہوئی۔

جب کہ خان صاحب کے دلائل دعویٰ کے مطابق نہ تھے مماتیوں کا دعویٰ قبروں میں ممات کا ہے، مگر خان صاحب دنیا والی موت پر حوالے پیش کرتے رہے مثلاً وحی منقطع ہو چکی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تریسٹھ سال ہے وغیرہ۔ حالاں کہ محل نزاع نہ دنیا کی موت ہے اور نہ ہی جنت کی زندگی۔ اختلاف تو قبر کی حیات یا ممات میں ہے۔

☆... حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے اپنے دعویٰ پر پہلی حدیث کا متواتر ہونا نقل کیا۔ مگر خان صاحب اپنی پیش کردہ روایات میں سے کسی روایت کا متواتر ہونا محدثین سے نقل نہیں کر سکے۔

☆... حضرت اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ نے ایک دلیل درج ذیل حدیث ذِکر کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ”جب کوئی مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ فرماتے ہیں، میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے اس حدیث کے راویوں کا ثقہ ہونا، علامہ مناوی، نووی، ابن کثیر، سخاوی، شبیر احمد عثمانی اور انور شاہ کشمیری بلکہ نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کے حوالے سے اس حدیث کا صحیح ہونا نقل کیا ہے۔

راقم الحروف (رب نواز عفا اللہ عنہ) کہتا ہے کہ نواب صاحب کے علاوہ بھی بہت سے آلِ غیر مقلدیت اس حدیث کی صحت کو تسلیم کرتے ہیں مثلاً حافظ زبیر علی زئی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔
(تخریج ریاض الصالحین، حدیث:۱۴۰۲)

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

''محدثین کے نزدیک رَدِروح والی حدیث حسن درجے کی یعنی قابل قبول ہے۔''

(شرح ریاض الصالحین:۲/۳۱۵)

حاصل یہ کہ اوکاڑوی صاحب نے حدیث ذِکر کر کے اس کا صحیح ہونا محدثین سے نقل کیا لیکن خان صاحب اپنی پیش کردہ روایات میں سے کسی روایت کی صحت محدثین کے حوالوں سے ثابت نہ کر سکے، بلکہ بعض مقامات پر حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے سند کی صحت کا مطالبہ بھی کیا، مثلاً: ''اِنْقَطَعَ الْوَحْیُ، وحی منقطع ہو چکی''... قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے، سب سے پہلے میرا دنیا سے چلا جانا وغیرہ مگر مطالبہ کے باوجود صحیح سند پیش کرنے سے عاجز رہے بلکہ اکثر روایات کا مآخذ تک ذِکر نہیں کیا چہ جائیکہ ان کا صحیح ہونا محدثین سے ثابت کرتے۔

☆... حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے اپنے دعویٰ پر قرآن و حدیث پیش کرنے کے ساتھ ساتھ صاحب نظم المتناثر، علامہ سیوطی اور امام بیہقی رحمہم اللہ وغیرہ حضرات محدثین کے حوالے بھی ذِکر کئے مگر خان صاحب ایسا نہیں کر سکے شاید اس لیے کہ انہیں اپنا حامی مماتی محدث مل ہی نہیں سکا۔

اوکاڑوی گرفت اور چتروڑی بے بسیاں

☆... جناب علامہ احمد سعید خان صاحب کا یہ دعویٰ رہا ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں مردہ ہیں، اَرواح کا جسموں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ بات ستر آیات اور اٹھارہ سو اَحادیث سے ثابت ہے... لیکن افسوس کہ وہ مناظرہ میں کوئی ایک صحیح دلیل پیش نہ کر سکے حتی کہ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے دورانِ مناظرہ انہیں متعدد بار للکارا بھی ہے کہ آپ ستر آیات اور اٹھارہ سو احادیث رکھنے کے مدعی ہیں، وہ کہاں ہیں؟ لاؤ۔ اگر ستر نہیں صرف ایک آیت پیش کر دو اور ایک حدیث ایسی پیش کریں جس کا یہ مضمون ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ، کھجور کے تنے اور کنکریوں کی طرح بے جان ہیں اور قبر میں پڑھا جانے والا درود و سلام نہیں سنتے، مگر برانگیختہ کرنے اور للکارنے کے باوجود ایک حدیث بھی پیش کرنے سے عاجز رہے۔

☆...خان صاحب نے اپنے مدعا پر "لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا ... روایت پیش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر (سیدنا) موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو وہ بھی میری اتباع کرتے۔"

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے خان صاحب سے مطالبہ کیا کہ اس روایت کی صحت ثابت کرو، مگر وہ اسے صحیح ثابت کرنے سے قاصر رہے۔

تنبیہ: کسی زمانے میں آلِ غیر مقلدیت اس روایت کو تقلید کی تردید میں پیش کیا کرتے تھے مگر دَور حاضر کے غیر مقلدوں نے اسے ضعیف تسلیم کر لیا ہے۔ (مقالات الحدیث صفحہ ۱۰۵)

حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد اِس روایت کے تحت لکھتے ہیں:

"اس روایت کی سند کا مدار مجالد بن سعید بن عمیر الھمدانی الکوفی پر ہے۔ مجالد کے بارے میں حافظ ہیثمی نے کہا: وضعفه الجمهور، اور جمہور (محدثین) نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (مجمع الزوائد: ۹/ ۴۱۶) خلاصہ یہ کہ یہ روایت اپنے تمام شواہد کے ساتھ ضعیف ہی ہے۔"

(اضواء المصابیح: ۱/ ۲۳۸، حدیث: ۱۷۷)

☆...خان صاحب نے مؤطا مالک کے حوالے سے حدیث پیش کی: ترکت فیکم الامرین اوّلهما کتاب الله، میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان دو میں پہلی اللہ کی کتاب ہے۔

اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: "اوّلهما" کے الفاظ مؤطا مالک میں نہیں ہیں۔ خان صاحب نے کہا: یہ الفاظ اس میں ہیں۔" اوکاڑوی صاحب نے مطالبہ کیا: کتاب پیش کرو، لیکن نہ وہ کتاب پیش کر سکے اور نہ وہ لفظ مؤطا مالک سے ثابت کر سکے۔

اوکاڑوی دلائل اور چتروڑی دفاع

مناظرہ میں ہر فریق اپنے دلائل پیش کرتا ہے اور مخالف دلائل کا جواب دیتا ہے، علامہ احمد سعید خان صاحب اپنے دعویٰ پر کوئی صحیح اور صریح دلیل دینے سے تو یقیناً عاجز رہے ہیں، مگر افسوس کہ وہ مولانا امین اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ کے دلائل کا کوئی صحیح جواب بھی نہیں دے سکے، بلکہ متعدد دلائل کا تو سرے سے جواب ہی نہیں دیا۔

(۱) حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے ایک دلیل ”الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون، انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھا کرتے ہیں۔ پیش کی ہے۔ خان صاحب نے اس کے جواب میں کہا قبر میں نماز پڑھنا ”واعبد ربك حتی یاتیك الیقین، اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک موت آجائے“ کے خلاف ہے کیوں کہ اس آیت میں موت تک عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

مگر صحیح بات یہ ہے کہ آیت و حدیث میں کوئی تضاد نہیں، آیت میں تکلیفی عبادت کا ذِکر ہے جب کہ حدیث میں غیر تکلیفی عبادت کے طور پر نماز پڑھنے کا تذکرہ ہے۔ تفصیل آگے ”نرالی تحقیق یا چتروڑی تحقیق“ عنوان کے تحت آرہی ہے ان شاء اللہ۔

(۲) حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے مزید دلیل ذکر فرمائی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ (مسلم شریف)

خان صاحب نے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ کہہ کر ٹرخانے کی کوشش کی۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں قبر میں نماز پڑھتے دیکھ لینا تو معجزہ ہے مگر ان کا نماز پڑھنا معجزہ نہیں بلکہ حیاتِ قبر کی دلیل ہے جیسے مکہ میں بیٹھے بیت المقدس کو دیکھ لینا معجزہ نبوی ہے، لیکن زمین پر بیت المقدس کا وجود معجزہ نہیں، وہ تو آپ کی ولادت سے پہلے ہی زمین پر تھا۔ خان صاحب جواب الجواب سے عاجز ہو کر رہ گئے۔

(۳) اوکاڑوی صاحب کے دلائل میں ایک دلیل درج ذیل حدیث ہے:

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے، پس اللہ کا نبی زندہ ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

خان صاحب اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔

بطور نمونہ ہم نے تین دلیلیں ذکر کر دی ہیں۔ مزید دلائل اصل مناظرہ میں پڑھ لیں۔ اس کے مطالعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آجائے گی کہ خان صاحب نے بعض دلائل کا صحیح جواب نہیں دیا اور بعض کا بالکل ہی جواب نہیں دے پائے، نہ صحیح اور نہ غیر صحیح۔ البتہ یہ کہہ کر رعب ڈالنے کی کوشش کی کہ جب میں بولوں گا تو یہ

سب حدیثیں بھاگ جائیں گی.... مگر وہ مناظرہ کے آخر تک انہیں بھگا نہیں سکے اور نہ ہی حدیثوں کو بھگانا کسی کے بس میں ہے۔

علامہ احمد سعید خان صاحب کا دوہرا معیار

مناظرہ سننے اور پڑھنے سے ایک چیز یہ بھی معلوم ہوئی کہ علامہ احمد سعید خان صاحب ''دہرا معیار'' کے حامی رہے ہیں، وقتاً فوقتاً ان کا معیارِ تحقیق بدلتا رہا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے حدیث پیش کی:

جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ میری روح کو رَد (متوجہ) فرما دیتے ہیں میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (مسند احمد)

خان صاحب نے اس کے جواب میں کہا:

''ایمان سے بتلائیں کہ اس میں کوئی قبر کا لفظ آیا ہے؟'' انتھی

عرض ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک چوں کہ قبر میں ہے تو رَدِ رُوح بھی قبر ہی میں ہوتا ہے۔ بہر حال خان صاحب کے نزدیک یہ حدیث دلیل بننے کی صلاحیت اس لیے نہیں رکھتی کہ اس میں صراحۃً قبر کا لفظ نہیں مگر حیرانی کی بات ہے کہ خود خان صاحب نے اپنے موقف پر بزعم خود جو دلائل دیئے ہیں ان میں سے کسی ایک میں بھی قبر کا لفظ نہیں ہے۔ اگر کسی کو ہماری اس بات سے اختلاف ہے تو مناظرہ سے قبر کی صراحت کے ساتھ پیش کی گئی خان صاحب کی دلیل نکال کر دکھائے۔

(۲) خان صاحب نے کہا:

''پہلے اپنے عقیدہ کو آیت سے جو نص قطعی الثبوت کے ساتھ قطعی الدلالت بھی پیش کرو'' انتھی

دوسروں سے ''قطعی الدلالت'' کا مطالبہ کیا مگر بزعم خود جو دلائل دیئے ان میں کوئی دلیل ایسی نہیں ذکر نہیں کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں مردہ ہونے پر قطعی الدلالت ہو، نہ صرف یہ کہ قطعی الدلالت نہیں بلکہ ان سے اپنا مطلب زبردستی کشید کیا۔

(۳) خان صاحب اپنی کتاب ''دَمْدَمَةُ الْجُنُوْدِ'' میں مخالف کے متعلق لکھتے ہیں:

''قرآنی آیات کو گھڑنتو معنی پہنا کر من مانی تاویلیں کرتے ہیں اور تفسیر کرتے ہیں۔''

(دَمْدَمَۃُ الْجُنُوْدِ صفحہ ۱۸)

مگر خود خان صاحب کا اپنا طرز مناظرہ میں یہی رہا کہ قرآنی آیات کی من مانی تفسیر کی ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی تائید میں کسی مفسر کا حوالہ باوجود مطالبہ کے نہیں پیش کر سکے۔

(۴) خان صاحب نے ایک روایت کے متعلق لکھا:

”اس میں ایک راوی ابو معاویہ ضریر ہے وہ بھی خیر سے غالی شیعہ، جس کی نماز جنازہ پڑھنے سے بہت سارے محدثین نے انکار کر دیا تھا... اعمش بھی تدلیس کا مریض ہے۔“ (دَمْدَمَۃُ الْجُنُوْدِ صفحہ ۳۹)

دوسری طرف مناظرہ میں روایت پیش کی، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فیصلہ کتاب اللہ سے کرو، اگر مسئلہ اس میں نہ ہو تو حدیث کی طرف آؤ۔ (مفہوم)

حالاں کہ اس روایت کی سند میں یہی دونوں ابو معاویہ ضریر اور اعمش موجود ہیں جن کی بنیاد پر وہ مخالف کی دلیل کو ”دَمْدَمَۃُ الْجُنُوْدِ“ میں رَد کر چکے ہیں۔ اوکاڑوی صاحب نے مناظرہ میں ان کا تضاد اور دوہرا معیار ذِکر کیا مگر خان صاحب اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔

نرالی تحقیق یا چتروڑی تحقیق؟

علامہ احمد سعید خان صاحب کی تحقیقات کو ان کے بہت سے معتقدین نرالی اور معیاری سمجھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے جو محمد الفضاد مماتی صاحب نے بیان کی ہے وہ خان صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

> ”مولانا اشاعۃ التوحید والسنۃ پاکستان کے نامور مبلغ اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ لیکن بدنصیبی سے روزِ اول سے ہی پوری جماعت کا موضوع بن گئے، کہیں ان کی اخلاق سے گری گفتگو کی شکایت زیر لب ہوتی اور کہیں مجلس مقنّنہ کے فیصلوں کی خلاف ورزی، کہیں اُن کی نئی نئی تحقیقات کا تذکرہ ہوتا۔“
>
> (خس کم، جہاں پاک صفحہ ۹ مطبوعہ اشاعۃ التوحید والسنۃ لالہ موسیٰ)

خان صاحب نے مناظرہ میں بھی نئی نئی تحقیقات کا مظاہرہ فرمایا ہے، چند تحقیقات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) اوکاڑوی صاحب نے ایک حدیث کا متواتر ہونا علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی زبانی نقل کیا تو خان صاحب نے کہا:

”سیوطی ناقل ہے، نقاد نہیں۔“

حالاں کہ اصولِ حدیث اور فن رجال سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا شمار نقاد محدثین میں ہوتا ہے انہوں نے نقد رجرح وتعدیل میں طبقات الحفاظ، ذیل طبقات الحفاظ کتابیں تصنیف کی ہیں۔

(۲)عبادت کی دو قسمیں ہیں۔(الف) تکلیفی: جنہیں بندوں پر لازم کیا گیا جیسے نماز روزہ وغیرہ۔(ب) غیر تکلیفی: اور یہ وہ عبادات ہیں جن کے کرنے کا انسان کو مکلف نہیں بنایا گیا جیسے جنتی لوگوں کا جنت میں اللہ کی حمد وثناء کرنا ہوگا۔وقالوا الحمد لله الذی اذهب عنا الحزن، وہ کہیں گے تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا۔(سورۃ فاطر، آیت:۳۴)

اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: انبیاء کرام کا قبروں میں نماز پڑھنا عبادت غیر تکلیفی کی قبیل سے ہے اور جو ''واعبد ربك حتى ياتيك اليقين'' میں جو موت تک عبادت کا حکم ہے وہ دنیا والی تکلیفی عبادت کا ذِکر ہے ،انبیاء علیہم السلام کی تکلیفی عبادت تو ان کی موت پر ختم ہوگئی، البتہ قبروں میں نماز پرھنا غیر تکلیفی موت کے بعد ہے۔

خان صاحب نے اس کے جواب میں کہا:

> ''باقی عبادت تکلیفی اور عبادت تلذوذیہ (محض لذت والی، غیر تکلیفی) ان کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں، اسلام میں ایسی کوئی تقسیم نہیں ہے۔'' انتھی

خان صاحب اگر ایسی تقسیم کے قائل نہیں ہیں تو ہمارا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موت تک عبادت کا حکم دیا ہے مگر جنتی حضرات جنت میں جو اللہ کی حمد وثناء کریں گے، کیا وہ عبادت موت کے بعد کی نہیں؟ اگر جنت والی عبادت ''واعبد ربك حتى ياتيك اليقين'' کے خلاف نہیں تو قبر میں انبیاء کرام کا نماز پڑھنا بھی خلاف نہیں۔

(۳)سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قبر میں نماز پڑھنے والی حدیث کا جواب دیتے ہوئے خان صاحب نے کہا:

> ''ثابت تو کرنا ہے کہ حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں، یہ (اوکاڑوی صاحب) ثابت کر رہے ہیں، نماز پڑھنا'' انتھی

خان صاحب! کیا نماز پڑھنا زندگی کی دلیل نہیں؟ کیا یہ مُردوں کا عمل ہے؟ کیا آپ کے نزدیک مردے نماز پڑھا کرتے ہیں!!؟

(۴)خان صاحب نے یہ بھی کہا کہ اگر قبر میں نماز پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور یہ حیات کی دلیل بنی تو آپ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کو تو نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا وہ تو قبروں میں مردہ ہوئے۔“ انتھی

اہل علم جانتے ہیں کہ یہ انتہائی بے جان سی بات ہے، دیگر انبیاء علیہ السلام کے قبروں میں نماز پڑھنے کی اس میں نفی نہیں ہے، جب کہ دوسری جگہ صراحتاً حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کرام قبروں میں نماز پڑھا کرتے ہیں۔ اُوکاڑوی صاحب نے یہ جواب دے کر ان کے قیاس باطل ربھدی تحقیق کو رَد کر دیا تھا، جس کا خان صاحب سے کوئی جواب نہیں بن پایا تھا۔

حرفِ آخر

اب رہی یہ بات کہ مناظرہ میں کون جیتا، کون ہارا؟ یہ تو ہر شخص مناظرہ سن یا پڑھ کر جان سکتا ہے۔ ہم اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں سناتے، البتہ خان صاحب کا اعتراف نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں اُنہوں نے دَوران مناظرہ متعدد بار اُوکاڑوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا:

”آپ تو روایت کے بعد روایت اور حدیث کے بعد حدیث پڑھتے جا رہے ہیں۔“

رب نواز عفا اللہ عنہ

مدرس جامعہ فتحیہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

۹/ رمضان المبارک: ۱۴۳۴ھ

محترم محمد حسیب صاحب حفظہ اللہ

مردود جرح کی قسمیں

اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ ائمہ جرح وتعدیل رواۃ پر مختلف قسم کی نوعیت کا کلام کرتے رہتے ہیں بلکہ بڑے بڑے ثقات پر جرح کی گئی ہے جسکا جھابذ یہ نقاد پرواہ نہیں کرتے اور اسکی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اگرچہ جارح سے صحیح سندوں کے ساتھ ثابت بھی ہو بحر حال یہاں پر جرح کے اعتبار سے چند اصولی باتیں قارئین کے لئے پیش خدمت ہیں۔

جارح یعنی جرح کرنے والا راوی کے متعلق مختلف وجوہ سے جرح کرتا ہے جو کہ راوی کے مجروح بننے کا سبب ضرور بن سکتا ہے لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ لازماً راوی مجروح ہو جیسا کہ بعض ناعاقبت اندیش لوگ امام ابو حنیفہ کے متعلق لوگوں کا کلام دکھا کر صرف سند کے صحیح ہونے کا ڈرامہ رچتے ہیں ان لوگوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ سند کے صحیح ہونے کا زیادہ سے زیادہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ جارح سے یہ کلام ثابت ہے لیکن جرح کے جو اسباب بتائے گئے ہیں یا جرح قبول ہونے کے جو شرائط و معیار مقرر کئے گئے ہیں اسکو اپ نے نظر انداز کر کے اصول شکنی اور انصاف کا خون کر دیا ہے۔

ناقدین اور جارحین کے نقد و جرح کے پیچھے مختلف قسم کے اسباب و قرائن پیش رو ہوتے ہیں۔

1...عقائد میں مخالفت

یعنی راوی سے عقیدے کی اختلاف کی بنیاد پر جرح کرنا اس کو اہل السنہ کے نزدیک بدعت غیر مکفرۃ سے پہچانا جاتا ہے جیسے شیعہ خوارج قدریہ مرجئۃ معتزلہ واقفیہ جھمیہ وغیرہ اس قسم کے رواۃ کی روایت کے قبول ورد کے اعتبار سے ائمہ حدیث کے ہاں چند اصول ہیں جس کو کسی اور جگہ بیان کرونگا ان شاء اللہ۔

بہت سے ائمہ جرح و تعدیل کسی راوی کی توثیق کرتے ہوئے اسکی بدعت بھی بیان کر دیتے ہیں جو کہ اس بات کا اشارہ ہوتا ہے کہ انکے نزدیک راوی کی اس بدعت سے اسکی روایت کی صحت و ثقاہت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس پر کتبِ جرح وتعدیل میں بیشمار امثال موجود ہیں

مثلا امام یحییٰ بن سعید قطان ایک راوی عباد بن منصور الناجی کے متعلق کہتے ہیں

ثقة لا ينبغي ان يترك حديثه لراي أخطأ فيه يعني القدر

عباد بن منصور ثقہ ہے اس قابل نہیں کہ اسکی حدیث ترک کی جائے بوجہ قدریہ نظریہ کے، جس میں وہ غلطی کھا گیا۔

(الجرح والتعديل 6 الترجمة 438)

2...سلطان کے معاملات میں مداخلت کرنا

اس کڑی میں ایک جماعت ان لوگوں کی ہے جس میں ائمہ حدیث نے کئی روات کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور ان پر جرح کی ہے کیونکہ وہ لوگ سلطان اور خلیفہ وقت کے معاملات میں مداخلت کرتے رہے ہیں لیکن اس کا راوی کے حفظ وضبط، اتقان، ورع اور دین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اگرچہ متعدد ائمہ کو یہ عمل ناپسند رہا ہے۔

جیسے حمید بن ھلال العدوی مشہور و معروف متفق علیہ ثقہ راویوں میں سے ہیں لیکن امام ابن سیرین نے سلطان کے معاملات میں مداخلت پر ان سے توقف اختیار کر لیا تھا جیسے کہ اسکا ذکر حافظ ابن حجر نے کیا ہے

حميد ابن هلال العدوي أبو نصر البصري ثقة عالم توقف فيه ابن سيرين لدخوله في عمل السلطان من الثالثة. (تقريب التهذيب رقم الترجمة 1563)

اس مختصر کتاب میں متفق علیہ ثقہ راوی پر کلام پیش کرنے کی یہاں کوئی ضرورت تھی بھی نہیں مگر حافظ ابن حجر نے پھر بھی نقل کیا ہے بحر حال ایسی جرح کے متعلق خود حافظ ابن حجر رح نے لکھا ہے کہ اس قسم کی تضعیف سے راوی کی صداقت وحفظ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ولا اثر لذالك التضعيف مع الصدق والضبط

(هدى الساري 385)

امام ابو حنیفہ خود حکام وسلاطین کے ہاں انا جانا اور انکے مجالس یا انکے معاملات میں مداخلت کو برا سمجھتے تھے اسی وجہ سے انھوں نے قضاء کا عہدہ قبول نا کرنے پر جیل کی سزائیں کھائی کوڑے اور دیگر تکالیف برداشت کیے۔

(تارخ بغداد للخطیب)

تو اس قسم کی وجوہات کی بنیاد پر تنقید کرنا کوئی معانی نہیں رکھتا نا ہی اہل علم کے ہاں اسکا کوئی اعتبار ہوتا ہے۔

3...اجتہاد، قیاس ورائے کی مخالفت کی بنیاد پر جرح کرنا، بمع اصحاب الرائی پر جرح کا تحقیقی جائزہ

قارئین کرام! مردود جرح کی قسموں میں تیسری جو کہ سب سے بدترین قسم ہے وہ اجتھاد، قیاس ورائی کی مخالفت کی بنیاد پر جرح کرنا ہے جو کہ ہم نے بیشمار کوفہ کی ثقہ راویوں کے بارے میں دیکھا ہے جن میں بیشتر کی تضعیف فقط اسی وجہ سے کی گئی ہے جبکہ وہ قرآن وسنت پر مبنی صحیح رائے کے حامل تھے۔ قرآن وسنت میں قیاس ورائے کے ماھر لوگوں کو اھل الرای اور اصحاب الرای کہا جاتا ہے انھوں نے دیگر ائمہ متبوعین کی طرح ایک عمدہ طریقہ اپنایا تھا ابھرتے ہوئے واقعات اور مسائل کے جامع وضاحتوں اور عملی حل کے ساتھ اسلامی فقہ کو تقویت بخشنے میں ان کا بڑا اثر تھا۔ قیاس رای کے ذریعے وہ مسائل شرعیہ فقہیہ کے استنباط کے اھل تھے اس وجہ سے بعض ظاھری قسم کے اصحاب الحدیث نے ان کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ان میں امام احمد بھی شامل تھے۔

امام احمد اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں ظاہری قسم کے طبیعت والے تھے اور اصحاب الرائی سے سخت متنفر رہیں ہیں چنانچہ انکے بیٹے عبد اللہ نقل کرتے ہیں۔

سمعت أبي يقول أهل الراي لا يروى عنهم الحديث

امام احمد نے کہا اہل الرای سے احادیث روایت نہیں کی جائے گی،

(العلل ومعرفة الرجال 1707)

حالانکہ راوی کے حفظ وعدالت کے ہوتے ہوئے اہل الرائے ہونا یہ سرے سے کوئی علت ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے اس سے حدیث روایت نا کی جائے نا ہی اہل علم میں سے آج تک کسی نے صحت حدیث کے لئے ایسی کوئی شرط مقرر فرمائی ہے کہ راوی رائے واجتھاد سے پیدل ہو۔

شعیب ابن اسحاق جو کہ امام احمد کے نزدیک خود صاحب حفظ وعدالت تھا ان کے متعلق امام احمد سے پوچھا گیا تو جواب میں امام احمد نے کہا

ما اری به بأسا ولكنه جالس اصحاب الراى كان جالس ابا حنيفة

یعنی امام احمد کہتے ہیں میرے نزدیک اس راوی میں کوئی خرابی موجود نہیں سوائے یہ کہ اصحاب الرای کی مجالس اور امام ابو حنیفہ کی مجلس میں بیٹھتا تھا...

(مسائل الامام احمد رواية أبي داؤد السهستاني 1778)

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ راوی میں ایسی کوئی خرابی موجود نہیں جس کی وجہ سے اسکی حدیث مشکوک ہو لیکن پھر بھی امام احمد کو ان سے اصحاب الرائے کی مجالس میں بیٹھنے کا گلا ہے۔

امام ابو حنیفہ کے مشہور شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی کے متعلق امام احمد سے پوچھا گیا کہ محمد بن حسن شیبانی جو کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں اور اصحاب الرائے میں سے ہے انکے بارے میں کیا فرماتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا میں ان سے کچھ بھی روایت نہیں کرتا۔

سألت ابی عن محمد بن الحسن صاحب ابی حنيفة صاحب الرای قال لا اروی عنه شيئا،

(العلل ومعرفۃ الرجال 5329 مع 5330)

تو خلاصہ یہ ہے کہ امام احمد شروع میں نا صرف رائے، اجتھاد و قیاس کے مخالف رہیں بلکہ جو اسکے قائل رہیں ہیں ان سے بھی منحرف تھے جن میں بڑے بڑے ائمہ شامل ہیں اسی وجہ سے انھوں نے امام مالک کی رائے کو بھی ضعیف کہنا شروع کر دیا تھا۔ اور اس سر فہرست میں امام اوزاعی کو بھی شامل کر کے ان پر بھی جرح کی ہے ملاحظہ فرمائیں امام خطیب بغدادی نقل کرتے ہیں

سمعت أحمد بن حنبل- وسئل عن مالك- فقال: حديث صحيح، ورأئ ضعيف ،وسئل عن الأوزاعی فقال: حديث ضعيف، ورأئ ضعيف،

ابراھیم بن اِسحاق الحربی کہتے ہیں میں نے امام احمد سے سنا جبکہ ان سے کسی نے امام مالک کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ اسکی حدیث صحیح ہے لیکن اسکی رائے ضعیف ہے اور امام اوزاعی کے متعلق پوچھا تو جواب دیا ان کی حدیث بھی ضعیف ہے اور رائے بھی....

(تاریخ بغداد للخطیب 13/418)

امام اوزاعی کا علمی مقام اہل علم کو بخوبی معلوم ہے لیکن امام احمد نے آسانی کے ساتھ ان پر بھی خط تنسیخ کھینچا، بلکہ امام سفیان ثوری امام مالک اور امام اوزاعی سب کی اجتھادی تحقیقات کو محض رائے کہہ کر رد کر دیا تھا جیسے کہ امام ابن عبد البر نقل کرتے ہیں

حدثنا عبد الرحمن بن عبد الله بن خالد، ثنا یوسف بن یعقوب النجیرمی بالبصرة ثنا العباس بن الفضل قال: سمعت سلمة بن شبیب یقول: سمعت أحمد بن حنبل یقول: رأئ الأوزاعی، و رأئ مالك، و رأئ سفیان کله رأئ، وهوعندئ سواء و إنما الحجة فی الآثار

(جامع بیان العلم 2/1082)

سلمہ بن شبیب کہتے ہیں میں نے امام احمد سے سنا وہ کہتے ہیں کہ امام اوزاعی کی رائے، امام مالک کی رائے اور امام سفیان کی رائے محض رائے ہی ہے (یعنی اسکی کوئی حیثیت نہیں) جبکہ حجت میرے نزدیک صرف آثار میں ہے۔

یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ امام احمد نے اصحاب الرای کے متعلق اپنے شاذ منہج یعنی رائے و اجتھاد سے متنفر ہونے کی وجہ سے بڑے ائمہ پر تنقید کی تھی لیکن بعد میں تحقیق کرنے پر اپنے سابقہ موقف سے رجوع کر گئے، تو سابقہ منہج کی وجہ سے صادر کلام کی کوئی حیثیت نہیں رہتی نا ہی اہل علم کے نزدیک اصحاب الرای ہونا باعث جرح و قدح ہے۔

آج کے دور میں یہی موقف غیر مقلدین حضرات میں بھی پایا جاتا ہے بڑے بڑے ائمہ دین کی آراء و تحقیقات کو محض رائے کہ کر رد کر دیتے ہیں جو کہ انتہائی مضحکہ خیز ہے۔رائے و قیاس کی مخالفت کی بنیاد پر جرح کی ایک اور مثال قارئین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

ایک مشہور ثقہ امام ہیں جن کا نام ہے حماد بن دلیل۔امام خطیب لکھتے ہیں

حماد بن دلیل ابو زید قاضی مدائن حدث عن سفیان الثوری، عمر بن نافع، والحسن بن عمارة، وابی حنیفة النعمان بن ثابت وکان اخذ الفقه عن ابی حنیفة..

یعنی امام حماد بن دلیل نے علم فقہ امام ابو حنیفہ سے سیکھا

اسکی توثیق پیش خدمت ہے

1...امام یحی بن معین کہتے ہیں لیس به بأس هو ثقة

دوسری جگہ کہتے ہیں حماد بن دلیل ابو زید قاضی المدائن وکان ثقة..

(تاریخ ابن معین روایۃ الدوری 4/376)

2...ابن عمار کہتے ہیں حماد بن دلیل.. وکان من ثقات الناس

(تاریخ بغداد 148/8)

3...امام ابو داؤد صاحب السنن کہتے ہیں ابو زید قاضی المدائن لیس به بأس

(تاریخ بغداد 148/8)

4...امام مغلطائی کہتے ہیں ذکرہ ابو حفص ابن شاهین فی جملة الثقات قال هو عندی فی الطبقة الثالثة من المحدثین..

(اکمال تہذیب الکمال 138/4)

5...وقال ابن ابی حاتم عن ابیه من الثقات

(اکمال تہذیب الکمال رقم 1336)

اسی طرح بہت سارے ائمہ حدیث نے اسکی توثیق کی ہے۔
اب چونکہ حماد بن دلیل جو کہ ثقہ امام ہیں انھوں نے علم فقہ امام ابو حنیفہ سے حاصل کیا اس بنیاد پر امام احمد رحمہ اللہ رائے و قیاس کی مخالفت کے سبب ان پر جرح کرنے پر مجبور ہو گئے۔
چنانچہ مهنی بن یحییٰ کہتے ہیں

سألت احمد عن حماد بن دلیل قال کان قاضی المدائن لم یکن صاحب حدیث کان صاحب رای قلت سمعت منه شیئا قال حدیثین...

میں نے امام احمد سے پوچھا حماد بن دلیل کے بارے میں تو انھوں نے کہا کہ مدائن کے قاضی تھے لیکن صاحب حدیث نہ تھے (یعنی حدیث سے شوق و شغف نہیں رکھتے تھے) بلکہ صاحب رای تھے (یعنی قیاس واجتھاد کے فاعل و قائل تھے) میں نے پوچھا کیا اپ نے ان سے کچھ سنا ہے امام احمد نے کہا ہاں صرف دو حدیثیں سنی ہیں۔

(موسوعة اقوال الإمام أحمد رقم 612)

حافظ ابن حجر رح انکا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

حماد ابن دلیل مصغر أبو زید قاضی المدائن صدوق نقموا علیه الرأئ

تقریب التہذیب رقم 1497

یعنی حماد بن دلیل صدوق درجے کا راوی ہے رائے کی وجہ سے ان پر اعتراض کیا گیا ہے۔

علامہ البانی رائے کے اس اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں

قلت: وهذا ليس بجرح، فالحديث جيد الإسناد

میں (البانی) کہتا ہوں یہ سرے سے جرح ہی نہیں ہے لہذا حدیث اعلی سند والی ہے انتہی

(سلسلة الأحاديث الصحيحة رقم 1233)

معلوم ہوا کہ رائے واجتھاد کی مخالفت پر مبنی جرح مردود ہوتی ہے۔

امام ابن عدی بھی ان ائمہ میں سے تھے جو رائے وقیاس کے مخالف رہیں ہیں انھوں نے حماد بن دلیل کا ذکر بغیر کسی جرح وتعدیل کے اپنی کتاب الکامل فی ضعفاء الرجال میں کیا ہے البتہ ساتھ ہی انکو قلیل الروایۃ بھی کہا ہے۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال رقم 425)

ایسے ہی اور بھی چند ائمہ رہے ہیں جنھوں نے رائے قیاس و اجتہاد کی مخالفت کی بنیاد پر ثقہ روات پر کلام کیا ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

ذیل میں قارئین کرام کو امام احمد کے ابتدائی دور کا ایک جھلک دکھاتا ہوں وہ شروع میں فقہ سے اتنے نابلد تھے کہ اصول فقہ اور کتب حدیث میں ابواب کے ترتیب کو بدعت کہتے تھے بلکہ جید اور کبار ائمہ کو اس وجہ سے بدعتی شمار کرتے رہیں۔

چنانچہ امام ابوداؤد ایک باب قائم کرتے ہیں باب فی الرأی

اس باب میں امام احمد کا موقف نقل کرکے لکھتے ہیں

سمعت احمد قال ابن عيينة اصحاب الراى ثلاثة عثمان بالبصرة و ربيعة بالمدينة وابوحنيفة بالكوفة....

امام ابو داؤد کہتے ہیں میں نے امام احمد سے سنا کہ ابن عیینہ نے کہا اصحاب الرای تین لوگ (معروف) ہیں۔ امام عثمان بتی بصرہ میں، امام ربیعہ مدینہ میں جبکہ امام ابوحنیفہ کوفہ میں۔

سمعت احمد وقال له رجل جامع سفيان نعمل به ﷬ قال عليك الآثار

میں نے امام احمد سے سنا، کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا جامع سفیان پر عمل کیا جائے تو امام احمد نے کہا کہ تم پر ضروری ہے آثار کی پیروی کرنا۔

یعنی امام احمد کسی امام کی اجتھادی تحقیقات کو بالکل نظر انداز کرتے تھے کیونکہ ان میں ان لوگوں کی رائے شامل تھی جبکہ امام خود کو محض روایت حدیث تک محدود رکھتے رہیں۔

سمعت احمد وسأله رجل عن المسئلة فقال دعنا من هذه المسائل المحدثة

میں نے امام احمد سے سنا ان سے کسی نے مسئلہ پوچھا تو امام احمد نے جوابا کہا کہ ہمیں ان جدید مسائل (غیر منصوصہ) سے دور رکھو۔

اسی پر بس نہیں امام احمد کسی کو اپنی ذاتی اجتھادی رائے و تحقیق بتانے کے بھی خلاف تھے سوائے روایت نقل کرنے کے۔

امام ابو داؤد کہتے ہیں

وما أحصى ما سمعت احمد يسأل عن كثير مما فيه اختلاف العلم فيول لا ادری

یعنی میں نہیں بتا سکتا کہ کتنی بار میں نے امام احمد سے سنا ان سے اختلافی مسائل کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ مجھے نہیں معلوم...

سمعت احمد يقول انا اكره ان يكتب عنى رای

میں نے امام احمد سے سنا میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ مجھ سے میری رائے لکھی جائے۔

راوی کہتا ہے

قلت لاحمد الغرقى يورث بعضهم من بعض قال اكثر الأحاديث عليه ولا نعلم بين اهل الكوفة فيه اختلافا حتى جاء ابوحنيفة فقاله وتباعه على ذالك سفيان..

میں نے امام احمد سے پوچھا کیا غرقی شخص اپنے بعض لوگوں سے بعض کو وصیت کر سکتا ہے یا نہیں تو جواب دیا اس پر اکثر احادیث موجود ہیں لیکن میں نہیں جانتا اھل کوفہ میں کسی نے اس مسئلے پر کلام کیا ہو یہاں تک کہ ابو حنیفہ آئے انھوں نے اس بارے میں کلام کیا اور سفیان ثوری نے انکی اتباع کر لی

(مسائل الامام احمد روایہ ابی داؤد السجستانی باب فی الرأی)

امام احمد کے ابتدائی منفرد نہج کی وجہ سے بہت سے ائمہ اسلام معاذ اللہ بدعت کی ضد میں بھی آتے ہیں ملاحظہ فرمائیں امام احمد کا بیٹا عبد اللہ ایک باب قائم کرتے ہیں

مانھی عنه من وضع الکتب والفتیا وغیرہ

یعنی جو امام احمد نے کتابیں اور فتاوی لکھنے سے منع کیا ہے اسکا بیان

اس کے تحت لکھتے ہیں

سمعت ابی وذکر وضع کتب

فقال اکرھها هذا ابو حنيفة وضع كتابا فجاء ابو يوسف ووضع كتابا وجاء محمد بن الحسن فوضع كتابا فهذا لا انقضاء له كلما جاء رجل وضع كتابا وهذا مالك وضع كتابا وجاء الشافعي ايضا وجاء هذا يعني ابا ثور وهذه الكتب وضعها بدعة كلما جاء رجل وضع كتابا ويترك حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه او كما قال ابي هذا ونحوه وعاب وضع الكتب وكرهه كراهية شديدة وكان ابي يكره جامع سفيان وينكره ويكرهه كراهية شديدة وقال من سمع هذا من سفيان ولم ارم يصحح لأحد سمعه من سفيان ولم يرض ابي ان يسمع من احد حديثا....

مسائل الامام احمد رواية ابنه عبد الله 438/1

عبد اللہ کہتے ہیں میں نے والد یعنی امام احمد بن حنبل سے سنا انھوں نے فقہی طرز کی کتابوں کو لکھنے کا ذکر کیا تو کہا میں اس کو ناپسند کرتا ہوں ابو حنیفہ آئے انھوں نے (فقہی طرز پر) کتاب لکھی پھر ابو یوسف آئے انھوں نے لکھی پھر محمد بن حسن شیبانی آئے انھوں نے بھی لکھی تو اسکا کوئی انتہا نہیں ہے (یعنی یہ ایک سلسلہ شروع ہو گیا) کہ ہر بندہ آئے اور فقہی طرز پر کتابیں لکھتا رہی یہ دیکھو مالک بن انس نے بھی (فقہی طرز) پر کتاب لکھی شافعی آئے انھوں نے بھی لکھی ابو ثور آئے انھوں نے بھی لکھی یہ کتب لکھنا بدعت ہیں جب کوئی آیا اس نے کتاب لکھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب کی کی حدیث کو ترک کر دیا ایسا کچھ میرے والد نے کہا اور

کتابیں لکھنے کو معیوب کہا اور شدت کے ساتھ کراہت اختیار کی اور میرے والد احمد نے جامع سفیان ثوری کی فقہی کتاب کو سخت ناپسند کرتے اور شدت کے ساتھ اسکا انکار کرتے تھے... الخ۔

یہ عبارت امام احمد کے ابتدائی شاذ و ضعیف نہج کے بارے میں بالکل واضح ہے جس سے بعد میں رجوع کر چکے تھے۔ ان شاء اللہ فرصت ملی تو امام احمد رحمہ اللہ کے رجوع اور آخری موقف پر لکھنے کا ارادہ ہے۔

4... معاصرین کا ایک دوسرے پر کلام کرنا

مردود جرح کی قسموں میں ایک قسم معاصرین کا ایک دوسرے پر کلام کرنا ہے جس کو علوم الحدیث کی کتب میں کلام الاقران کے تحت بیان کیا گیا ہے، اگر جرح کا سبب مذہبی عصبیت یا دینی منافست پر مبنی ہو جیسے کہ معاصرین کے مابین ایسی چپقلش ہوتی رہتی ہے اور اس کے متعلق علماء میں مشہور ہے المعاصر لا یناصر یعنی معاصر خیر خواہ نہیں ہوتا اور المعاصرۃ کالمنافرۃ تو یقیناً اس بنیاد پر کی گئی جرح قابل قبول نہیں ہوگی ہمیں کتب رجال میں اسکے بیشمار امثال و نظائر دیکھنے کو ملتے ہیں جس میں بڑے بڑے ائمہ نے ایک دوسرے کے خلاف کلام کیا ہوتا ہے لیکن اسکی کوئی حیثیت نہیں ہوتی نا جارح مطعون ہوگا نا ہی جس پر جرح کر رہا ہے وہ مطعون ہوگا۔

چنانچہ ابو الزناد عبد اللہ بن زکوان کے متعلق ربیعہ بن ابی عبد الرحمن کا کلام قابل سماعت نہیں ہوگا نا ہی امام نسائی کا کلام احمد بن صالح کے متعلق، نا سفیان ثوری کا کلام امام ابو حنیفہ کے بارے میں اور نا ہی ابن ابی ذئب کا کلام امام مالک پر و علی ھذا القیاس لہذا اس قسم کی جرحوں کو معتبر قرار دینا فتنے کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے اسی وجہ سے بڑے بڑے ائمہ اس سرفہرست میں مجروح قرار پائیں گے۔

5... علماء کا کسی راوی کے متعلق جرح و قدح میں متفرد ہونا

علماء جرح و تعدیل کا کسی راوی کے متعلق جرح و قدح کرنے میں متفرد ہو جانا لہذا شذوذ اور جمہور کی مخالفت کی وجہ سے ایسی جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

6... متکلم فیہ راوی کا اپنے اوثق، اتقن، حافظ و اعرف بالحدیث پر کلام کرنا

متکلم فیہ راوی کا اپنے سے أوثق، اتقن، احفظ و اعرف بالحدیث پر کلام کرنا جیسے کدیمی نے ابان بن یزید العطار پر کلام کیا ہے جبکہ کدیمی خود ضعیف ہے تو اس قسم کا کلام غیر مؤثر و غیر قادح شمار ہوگا۔ھذا ما عندی واللہ اعلم۔

مفتی رب نواز حفظہ اللہ، مدیر اعلیٰ مجلہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ

غیر مقلدین کا حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو خراجِ تحسین

تھانوی لوگ علمی کاموں میں مصروف

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر لکھتے ہیں:

"دیوبند میں کچھ تھانوی ہیں اور کچھ مدنی... تھانوی علمی اور اصلاحی کام میں ہیں جب کہ مدنی ملکی سیاست سے متعلق رہتے ہیں۔"

(صالح اور مصلح صفحہ ۳۷۸)

تصوف کے میدان میں مجدد

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر لکھتے ہیں:

"تصوف کی تاریخ میں دو شخصیات ایسی ہو گزری ہیں کہ جنہیں تصوف کے میدان میں مجدد کا مقام حاصل ہے۔ ان میں سے ایک شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۳۴ھ ہیں اور دوسرے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ متوفی ۱۹۴۳ھ ہیں۔ شیخ ابن عربی متوفی ۶۳۸ھ کی شطحیات (Ecstatic utterance) سے تصوف کے ادارے میں وحدت الوجود کا جو نظریہ عام ہو گیا تھا، اس کی اصلاح کا کام شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ سے لیا گیا جب کہ عملی تصوف میں جن غیر اسلامی اعمال کی آمیزش ہو گئی تو ان کی بہت حد تک اصلاح مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے فرمائی۔"

(صالح اور مصلح صفحہ ۴۳۹)

کاش دو چار تھانوی اور پیدا ہو جاتے

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر "تجدید تصوف اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ" عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

"تصوف کے ہزار سالہ لٹریچر کے مطالعہ کے بعد جب کوئی شخص مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی ان تحریروں کا مطالعہ کرتا ہے جو تصوف کی اصلاح میں لکھی گئی ہیں تو فکر صالح اور علم

راسخ ہو تو بلاشبہ اس نتیجے تک پہنچ سکتا ہے کہ اگر تصوف کے ادارے کو دو چار اور حکیم الامت رحمہ اللہ مل جاتے تو یہ تصوف خیر القرون کے منہج پر استوار ہو جاتا لیکن افسوس کہ ان کے خلفاء میں سے کسی میں وہ شجاعت نہیں ہے کہ وہ ان کی اصلاحِ تصوف کی تحریک کو دو چار قدم ہی آگے لے جائے۔"

(صالح اور مصلح صفحہ ۴۴۲)

شیخ ابن عربی پر فوقیت

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر لکھتے ہیں:

"تصوف کے ادارے کی تاریخ میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ بہت بڑی شخصیت ہیں اور شیخ ابن عربی وغیرہ تو ان کے آگے کچھ بھی نہیں بلکہ وہ تو شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ سے بھی بڑے آدمی ہیں۔ مثلاً جو عاجزی حکیم الامت رحمہ اللہ کی تحریروں میں نظر آتی ہے وہ شیخ ابن عربی اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی تحریروں میں نہیں ملتی۔ اور یہ وہی عاجزی ہے جو ہمیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ادعیہ ماثورہ میں نظر آتی ہے۔ اپنے آپ کو خاتم اولیاء کہنا اور قطب عالم ہونے کا دعویٰ کرنا نبوی مزاج تھوڑا ہے؟"

(صالح اور مصلح ۴۴۳)

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سے بڑھ کر

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر لکھتے ہیں:

"جہاں تک علوم دینیہ کی بات ہے تو بلاشبہ یہ بات درست ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ، حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے بہت بڑی شخصیت ہیں جب کہ تزکیہ اور اخلاق ایک دوسرا میدان ہے۔ اس میدان میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمات اور مقام حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمات اور مقام سے بہت بڑھ کر ہے۔ اگر موازنہ کرنا چاہیں تو شاہ صاحب رحمہ اللہ کی "فیوض الحرمین" اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی "شریعت وطریقت" پڑھ کر دیکھ لیں۔ پس فقہی مسائل میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی رائے زیادہ صائب معلوم ہوتی ہے اور

اصلاح نفس کے ذرائع میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی رائے زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ بعض دوستوں نے اس تحریر پر تبصرہ کیا کہ آپ نے یہ کیا ظلم کیا کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ پر ترجیح دے دی۔"

(صالح اور مصلح صفحہ ۴۴۳)

ملفوظات

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر لکھتے ہیں:

"مراقبہ کا مقام نماز ہے اور نماز میں بھی خاص طور پر تہجد کی نماز جب کہ مکمل خاموشی ہوتی ہے کیوں کہ فرض نمازوں میں کامل توجہ کی کیفیت حاصل ہونا مشکل ہے۔ فرض نمازوں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز ہلکی کر دیتے تھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فرائض میں استغراق مطلوب نہیں ہے۔ شریعت وطریقت صفحہ ۳۱۴۔"

(صالح اور مصلح صفحہ ۴۸۸،۴۸۹)

مراقبہ نماز کا تذکرہ

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر لکھتے ہیں:

"مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے مراقبہ نماز کا اہتمام سے ذکر کیا ہے۔ انہوں نے مراقبہ کے ساتھ مشارطہ اور محاسبہ دو اور اصطلاحات بھی نقل کی ہیں۔ ان سے پہلے علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے بھی یہ اصطلاحات بیان کی ہیں۔"

(صالح اور مصلح صفحہ ۴۹۰)

مولانا دریا آبادی سے خط کتابت

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر لکھتے ہیں:

"حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی جو کتابت مولانا دریابادی رحمہ اللہ سے ہوئی ہے تو اس میں مولانا دریابادی رحمہ اللہ نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے اصرار کیا کہ آپ صاحب کشف ہیں اور مجھے

بتلا دیں کہ آپ صاحب کشف ہیں۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے جواب میں لکھا کہ لوگوں نے عام کر دیا، میں آپ کو سچ بتلا رہا ہوں کہ میں صاحبِ کشف نہیں ہوں، میں اس پر قسم کھانے کو بھی تیار ہوں، لیکن آپ یقین نہیں کریں گے کیوں اس وقت آپ میرے بارے میں یہی سمجھنے کے موڈ میں ہیں۔"

(صالح اور مصلح صفحہ ۵۵۲)

صراط مستقیم والے

مولانا عبد الغفور اثری جہلمی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"وہ [بریلوی لوگ (ناقل)] کہتے ہیں کہ... مولانا نانوتویؒ، فاضل گنگوہی، علامہ عثمانیؒ... مولانا تھانویؒ... اکابر جیسی یگانہ روزگار ہستیوں کے ساتھ میل جول جائز نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ پھر بتایا جائے کہ اور کون لوگ ہیں جن کے نقشِ قدم پر چل کر صراط مستقیم تلاش کی جا سکتی ہے"

(پاکستان میں امامین حرمین کی آمد صفحہ ۲۳ بحوالہ فقہی مذہب مؤلفہ مولانا عبد الحق خاں بشیر)

علمی خدمات اور مقام و مرتبہ

مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا اشرف علی رحمہ اللہ کا احترام، ان کی علمی خدمات، ان کا تصوف میں اپنا مقام ہے"

(مقالات و فتاویٰ صفحہ ۲۴۶)

مولانا سلیمان ندوی حضرتؒ کی بیعت میں

صلاح الدین مقبول احمد (کویت) لکھتے ہیں:

"مولانا سید سلیمان ندوی مولانا اشرف علی تھانوی رحمہا اللہ سے بیعت ہو کر ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے تھے۔"

(ارمغان مولانا محمد اسحاق بھٹی صفحہ ۹۴ تالیف حمید اللہ خان عزیز)

التکشف کے مطالعہ کی تاکید

مولانا محمد اسحاق بھٹی نے مولانا داود غزنوی کے متعلق لکھا:

”اپنی نشست سے اُٹھے اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی مشہور کتاب التکشف جو تصوف سے متعلق ہے، از راہ کرم میرا نام لکھ کر مجھے عنایت فرمائی اور اس کے مطالعہ کی تاکید کی۔“

(نقوش عظمت رفتہ صفحہ ۲۳)

فقہ کے ذخیرہ میں امداد الفتاوی

بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

”مولانا داود غزنوی کے کتب خانے میں فقیہات کا بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا۔ ایک دن مجھ سے کہا کہ ذخیرے میں بعض کتب فتاویٰ کی کمی ہے۔ آیئے ادارہ اسلامیات سے ان کتابوں کا پتا کرتے ہیں۔ ہم وہاں گئے تو مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے فرزند گرامی جناب ذکی صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی۔ وہ نہایت احترام سے پیش آئے۔ مولانا سے پوچھا: ”آپ کے پاس امداد الفتاویٰ ہے؟“ کہا: ”حضرت! مُبَوّب چاہیے یا غیر موبّب؟“ میم پر پیش، ب پر زبر اور واؤ مشدد... یہ لفظ میں نے پہلی دفعہ سنا تھا۔ اس درجے ثقیل اور بھاری بھر کم لفظ سن کر ایک دم دماغ چکرا گیا۔ پھر فوراً سمجھ گیا کہ اس کا مطلب ”تبویب“ ہے۔ مولانا نے جواب دیا: مُبَوّب دیجیے۔“

(نقوش عظمت رفتہ صفحہ ۴۵)

ترجمہ قرآن کی خصوصیات

بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

”مولوی فتح محمد جالندھری، شیخ الہند مولانا محمود حسن، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا احمد علی اور بعض دیگر تراجم قرآن کی خصوصیات زیر بحث آئیں۔“

(نقوش عظمت رفتہ صفحہ ۳۴۵)

مفسر قرآن

علامہ عبد الرشید عراقی نے مفسرین کے طبقات بیان کرتے ہوئے بارہویں طبقہ کے تحت لکھا:

"مولانا اشرف علی تھانوی... مولانا شبیر احمد عثمانی... مولانا احمد علی لاہوری... مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی""

(علمائے اہلِ حدیث کی تفسیری خدمات صفحہ ۲۱)

بڑی قیمتی لعل و گوہر انسان

علامہ عبد الرشید عراقی صاحب لکھتے ہیں:

"دار العلوم دیوبند نے ہر دَور میں بڑے قیمتی لعل و گوہر انسان پیدا کئے۔ جن کی علمی، دینی اور سیاسی خدمات سے ایک دنیا پُر نور رہی، جہاں گئے اپنے اخلاص اور پُر جوش عمل سے چھا گئے۔ مثلاً شیخ الحدیث مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا، مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا سید احمد انور شاہ کشمیری، شیخ الادب مولانا اعزاز علی، مولا نا حبیب الرحمن عثمانی، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا حفظ الرحمن سیہاروی، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا محمد اشرف علی تھانوی، مولانا محمد منظور احمد نعمانی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا خلیل احمد سہارن پوری، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری، مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا عبد الحق اکوڑہ خٹک، مولانا مفتی محمود، مولانا سعید اکبر آبادی، مفتی عتیق الرحمن عثمانی اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحہم اللہ اجمعین۔ یہ تمام علمائے کرام دار العلوم دیوبند کے روشن ستارے تھے۔"

(مطبوعات القاسم اکیڈمی نمبر صفحہ ۲۴۹)

تھانوی کی عبارت سے علم غیب کشید

خواجہ محمد قاسم نے جآءالحق کے مصنف کے متعلق لکھا:

"مفتی صاحب مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی کا حوالہ بھی دیا مگر اس میں تو کوئی علم غیب والی بات نظر نہیں آئی۔"

(معرکہ حق و باطل صفحہ ۱۴۴ مکتبۃ الحرمین گوجرانوالہ)

ہزار کتابوں کے مصنف، مفسر و فقیہ

جناب خلیل الرحمن چشتی کہتے ہیں:

”مولانا اشرف علی تھانویؒ مفسر اور فقیہ تھے۔ ۸۲ سال عمر تھی کہ ۱۹۴۳ء میں انتقال ہوا۔ مولانا مملوک علیؒ اور شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے شاگرد ہیں۔ ان کے شاگردوں میں مفتی محمد حسنؒ، مولانا خیر محمد جالندھری، قاری طیبؒ، مفتی محمد شفیعؒ، مولانا رسول خانؒ اور مولانا ظفر احمد تھانویؒ کے علاوہ بے شمار افراد شامل ہیں۔ تقریباً ایک ہزار (۱۰۰۰) چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں۔ بیان القرآن، بہشتی زیور اور التکشف ان کی مشہور کتابیں ہیں۔“

(حدیث کی ضرورت و اہمیت صفحہ ۲۶۰)

مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب حفظہ اللہ (قسط:۱)

غیر مقلدین کی شیخ پرستی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

غیر مقلدین کی یہ عادت ہے کہ ایک عنوان بنا کر الفاظ دوسروں کی نقل کرتے ہیں لیکن معنی و مطلب اپنی طرف سے کرتے ہیں، جیسا کہ ہم احناف (کثر اللہ تعالی سواد ہم) اپنی من مانی کی بجائے اپنی عقل کے بنیاد پر کام کرنے کے بجائے ہم اپنے علمی و جید اکابرین پر اعتماد کرتے ہیں تو ہم ان پر حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے اکابرین نے ایسا فتویٰ دیا ہے۔ یا ایسا عمل کیا ہے، یا ایسا ارشاد فرمایا ہے۔ ایک تو اسلئے ایسے کرتے ہیں کہ جناب نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ "البركة مع أكابركم" (صحیح ابن حبان وسندہ صحیح) کہ برکت آپ کے اکابرین کے ساتھ ہے۔ اور دوسرا اس لئے کہ ہمارے اپنے اکابرین پر کلی اعتماد ہے لیکن غیر مقلدین کی مذہب کو داد دیجئے، ان کی جذباتی لوگوں کو سنئے طنزیہ طور پر کہتے ہیں کہ احناف ہر جگہ اکابر اکابر کارٹ لگاتے ہیں خصوصاً تبلیغی جماعت کے لوگ کہ قدم قدم پر کہتے ہیں کہ بزرگوں نے یہ فرمایا اور وہ فرمایا۔۔ اور خوب تنقید و تردید کا کا بھڑاس نکالتے ہیں۔ تو ہم اس مختصر مضمون میں ان لوگوں کو کچھ انہی کے اصول سے ان کا چہرہ انہی کے آئینہ سے دکھاتے ہیں کہ خود اپنی شیخ پرستی ہی ملاحظہ کیجئے کہ قدم بقدم "شیخ اور شیخ" کا رٹہ لگادیتے ہو چند امثلہ مشت نمونہ از خروارے کے مطابق عرض کر دیتے ہیں ان شاء اللہ وبعونہ تعالی، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) عبد العظیم انصاری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

> «آپ کے گاؤں میں کچھ زرعی زمین تھی فصل کو پانی لگانے کیلیے رات کے وقت ایک دفعہ مجھے آپ ساتھ لے گئی میں نے کسی اپنے کاندھے پر رکھی ہوئی تھی اور ان کے آگے آگے چل رہا تھا اندھیرے کی وجہ سے خوف زدہ تھا لیکن خاموشی سے چل رہا تھا حضرت صاحب (مولانا عبد الرحمن رحمہ اللہ) اچانک فرمانے لگے ظہور ڈرتے کیوں ہو میں تمہارے ساتھ ہوں اور ہمارے ساتھ خدا ہے میں حیران ہوا کہ خدا نے میرے دلی کیفیت کا اظہار ان

سے کر دیا کہ میری حالت سے واقف ہو گئی ان کے اس فقرہ کہنے کے بعد میرا تمام خوف اور ڈر جاتا رہا»

(تذکرہ علمائے ہوکیاں ص ۵۲)

دیکھئے محترم ناظرین کرام! کہتے ہیں کہ میں ڈر رہا تھا لیکن میں خاموشی سے چل رہا تھا کچھ نہیں کہہ سکتا مصیبت بالائے مصیبت یہ کے اپنے بڑے کے لئے علم الصدور ثابت کر رہے ہیں کہ میرے دل میں جو خوف کی کیفیت تھی اس کا علم بھی میرے بڑے کو ہو گئی اور انہوں نے داد دی تو میرا تمام خوف ختم ہو گیا۔ گویا اللہ تعالی سے خوف نہیں رکھتا تھا اور اپنے شیخ کے لئے علم الصدور مانا جس کی وجہ سے خوف ختم ہوا۔ تو یہ غیر مقلدین کے اصول سے شیخ پرستی ہے کہ نہیں؟

(۲)... امین اللہ پشاوری غیر مقلد کہتے ہیں کی ہمارے مشائخ کہتے ہیں کہ اس سورت میں دو موضوعات ہیں۔۔ الخ

(حکمۃ القرآن ج۸ ص ۴)

ہاں جی۔۔۔! کیا غیر مقلدین کے پاس (اپنی زعم کے مطابق) قرآن وحدیث نہیں تھا کہ خوامخواہ دلائل کو چھوڑ کر اپنے مشائخ کو حجت میں پکڑتے ہیں؟

(۳)... مولانا محمد مصطفی ربانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

«اس کتاب میں دراصل عصر حاضر میں علماء اہل حدیث کے ذوق تصوف کو واضح کرنے کیلئے مختلف کتابوں، رسالوں اور مختلف جگہوں سے واقعات کو لیا گیا ہے جس چیز سے آج ہم بالکل لاعلم ہو چکے ہیں تاکہ ہمارے اکابر کی زندگی ہمارے سامنے آئے... الخ

(علمائے اہلحدیث کا ذوقِ تصوُّف صفحہ ۱۸۹)

انبیاء کرامؑ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی ہمارے لئے کافی نہیں ہے کہ ان کی زندگی کی تصوّر تک ہم نہیں کرتے صرف شیخ پرستی اور اکابر پرستی کے لئے ہم سوچتے رہتے ہیں؟

(۳)... عبد العظیم انصاری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں کہ:

"افسوس ہے کہ آج طریقت و تصوف یا بیعت کے الفاظ ہی سن کر ہماری جماعت کے اکثر حضرات کو الرجی ہو جاتی ہیں اور اسے خلاف سنت اور بدعت ہونے کا فتوی صادر کر دیتے ہیں

ہمارے لئے یہ الفاظ مانوس اور متروک ہو چکے ہیں اس لے کہ ہم اس کی حقیقت و معرفت سے نا آشنا ہیں، حالانکہ ہمارے بزرگوں نے اس کے ذریعے بہت سے فوائد حاصل کئے اور ان کے اعمال واشغال اور اذکار وافکار کی بدولت سے لوگ ان کے گرویدہ ہوتے...

(تذکرہ علمائے بھوجیا صفحہ ۱۱۹، ناشر: محمدیہ دار الاشاعت قصور پاکستان)

بعض غیر مقلدین اس طریقت و تصوف کو بدعت کہتے ہیں تو اس کی تعاقب میں یہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ تو ہمارے اکابرین نے بھی کی ہیں اور اس کے ذریعہ سے بہت فوائد حاصل کی ہے۔

تو دیکھ لیجیے اس کو بدعت بھی کہتے ہیں اس فرقہ کے لوگ۔۔ اور پھر اس کو جواب میں کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارے اکابرین اور بزرگوں نے بھی کی ہیں۔ یہاں اس جگہ میں ان حضرات کو قرآن یا حدیث کیوں یاد نہیں ہوتے کہ ان کو اپنے شیوخ اور بزرگ یاد ہوتے ہیں یا کہ ان پر شیخ پرستی غالب ہی ہے۔۔؟

(۴)... پروفیسر مولانا سید ضیاء الرحمن گیلانی سلفی صاحب آف سیالکوٹ لکھتے ہیں کہ:

"ہمارے اسلاف میں سے کوئی بھی ایسے عالم دین یا بزرگ نہیں گزرے جنھوں نے ننگے سر پر دوام کیا ہو بلکہ ہمہ وقت سر پر ٹوپی ورومال رکھتے تھے...۔"

(علمائے اہلحدیث کا ذوقِ تصوّف صفحہ ۱۷)

یہاں بھی یہ حضرات سے اپنی زبانی جمع خرچ دعوی قرآن وحدیث بھول چکے ہیں اور اپنے شیوخ وبزرگان واکابرین یاد ہو گئے ہیں اور ان کے نکراہ کو پکڑے ہوئے ہیں خواہ مخواہ شیخ پرستی کی مرض میں مبتلاء ہو گئے ہیں۔

(۵)... عبد العظیم انصاری صاحب لکھتے ہیں:

« بیعت کے بارے میں بھی بہت غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اہل اللہ اور خدارسیدہ بزرگوں کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر اعمال صالحہ اختیار کرنے اور برائیوں سے بچنے کا عزم اور وعدہ کرنا اس میں اسلاف سے اکثر بزرگوں نے کوئی قباحت نہیں سمجھیں » (تذکرہ علمائے بھوجیاں صفحہ ۱۲۶)

ایک چیز کی تصحیح اور تغلیط کی معیار کے لئے قرآن وحدیث کے بجائے اپنے شیوخ وبزرگان کو قرار دینا شیخ پرست لوگوں کی عجیب منطق ہے۔ اگر ایسا دعویٰ کسی حنفی نے کیا ہوتا تو اللہ اللہ...! زمین اور آسمان کے قلابے ملاتے۔

(۶)... نواب صدیق حسن خان صاحب اپنے متعلق لکھتے ہیں:

"میں سلوک سبیلِ علم میں اپنے باپ، ان کے مشائخ اور اپنے شیوخِ علم کے طریقہ پر چل رہا ہوں" (ابقاء المنن صفحہ ۹۳)

دیکھئے! نواب صاحب لکھتے ہیں کہ میں علم کے راستے میں اپنے مشائخ کے طریقہ پر چل رہا ہوں۔

ہر جگہ شیخ شیخ کی رٹ لگانو والوں کے لئے عبرت کا مقام ہے کہ تبلیغی جماعت اور خصوصا شیخ زکریاؒ پر اعتراضات کرنے والوں کو یہ حوالہ جات کیوں نظر نہیں آتے یا کہ اپنے گھر کا مسئلہ ہے کوئی مضائقہ نہیں؟

(۷)... موصوف (نواب صدیق حسن خان) دوسری جگہ لکھتے ہیں:

« اگرچہ میں صوفیہ کے تمام طرق کو موصل الی اللہ سمجھتا ہوں اور جملہ طرق کے مشائخ کو مانتا ہوں لیکن میرا آباؤ اجداد، اساتذہ اور مشائخ کا طریقہ نقشبندیہ یہ ہے گو اور طرق کی بھی اجازت حاصل تھی"

(ابقاء المنن صفحہ ۱۵۶)

یہاں پھر دلیل کے طور پر اپنے شیوخ کو یاد کرانا آخر ان کی رگوں میں کتنی شیخ پرستی کی محبت اندر گھس گئی ہے؟ آخر وہ کفار کی عادتیں اور آیات کریمہ یہاں فٹ نہیں ہوتے یا کہ وہ آیات کریمہ صرف احناف حضرات کے لئے مختص ہیں؟

(۸)... مولانا اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں کہ:

"جناب میاں صاحب رحمہ اللہ اپنے اساتذہ کا ذکر نہایت مودبانہ الفاظ میں کرتے تھے ان سے متعلق کسی بات کا تذکرہ فرماتے تو بہ صورت جمع "ہمارے حضرات" کے الفاظ استعمال فرماتے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی، حضرت شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی اور حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہم اللہ کے اسماء گرامی بالخصوص بہ درجہ نہایت ادب سے زبان پر لاتے قرآن اور حدیث کی کسی عبارت کا ترجمہ کرنا مقصود ہوتا تو فرماتے مجھ سے اس کا ترجمہ سنو جو ہمارے بزرگوں سے سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے اور بیان مسائل میں بھی انہیں بزرگان عالی قدر کی اقوال بہ سند پیش فرماتے اور ارشاد ہوتا ہمارے حضرات یوں فرماتے ہیں »

(دبستانِ حدیث صفحہ ۷۴)

دیکھ لیجئے میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کو اپنے شیوخ سے اتنی عقیدت تھی کہ سند میں میاں صاحب اپنے شیوخ کو پیش کرتے کہ ہمارے شیوخ ایسے کہتے۔

اور مزید لکھتے ہیں کہ:

اس پر کوئی طالب علم اگر یہ کہہ دیتا کہ حضرات کا کہنا سند نہیں ہو سکتا اصل سند قرآن و حدیث ہے تو خفگی کی انداز میں فرماتے تم ان کے متعلق ایسی باتیں کرتے ہو کیا یہ حضرات گھس کٹے تھے؟ یوں ہی باتیں بناتے تھے؟ (ایضاً)

اپنے شیوخ سے اتنی عقیدت تھی کہ سائل جب ان سے قرآن و حدیث کا مطالبہ کرتا تو ناراضگی فرماتے اور کہتے کہ کیا یہ مشائخ نہیں جانتے تھے۔ کیا یہ آج کل نام نہاد نابالغ مجتہدین غیر مقلدین کی عدالت میں شیخ پرستی نہیں ہے؟

اور ایسا نسبت میاں صاحب کے شاگرد (مولانا فضل حسین بھاری صاحب) بھی کرتے وئے رقمطراز ہیں:

"(میاں صاحب) اکثر قرآن و حدیث کے ترجمے کے موقعہ پر فرماتے مجھ سے اس کا مقراضی ترجمہ سنو جو ہمارے بزرگوں سے سینہ بہ سینہ چلا آتا ہے اور بیان مسائل میں بھی انہیں بزرگوں کے اقوال سے سند لاتے اور فرماتے "ہمارے حضرات یوں فرماتے ہیں" اس ہر کوئی آزاد طبع طالب علم اگر کہہ دیتا کہ حضرات کا کہنا سند نہیں ہو سکتا جب تک قرآن و حدیث سے سند نہ دی جائے تو بہت خفا ہو کر فرماتے مردود؟ کیا یہ حضرات گھس کٹے تھے ایسی ہی اڑان گھائی اڑاتے تھے"

(الحیاۃ بعد المماۃ ص166، الناشر: المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ھل ضلع شیخوپورہ، دوسرا نسخہ ص247 و248 طبع دار ابی الطیب گوجرانوالہ)

بلکہ مزید ایک اور لطف کی بات بھی دیکھ لیجیے، سوانح میں ہے کہ:

«ایک مرتبہ میاں صاحب رحمہ اللہ ممدوح رحیم اباد سے آرہے تھے مولانا محمد ابراہیم آروی رحمہ اللہ کے ساتھ تھے انہوں نے خواتین کے لباس کے بارے میں پوچھا کہ ان کے لئے ساڑھی پہننا جائز ہے یا ناجائز...؟ فرمایا ہمارے حضرات ساڑھی پہننے کو جائز قرار دیتے تھے۔ مولانا آروی

رحمہ اللہ نے عرض کیا حضرات کا کہنا حجت شرعی تو نہیں ہو سکتا فرمایا تمہارے نزدیک یہ سب حضرات گھس گئے تھے تم ہی ایک شیخ چلی پیدا ہوئے؟

(دبستانِ حدیث صفحہ ۷۴)

دیکھ لیجئے محترم قارئین کرام...! آاگر ایسا کسی حنفی نے لکھا ہوتا تو یہ لوگ کتنی حاشیہ نگاری کرتا کہ دیکھے قرآن و حدیث کے خلاف اپنے بزرگوں کا کہنا مانتے ہیں اور پھر "واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ۔۔۔الخ" وغیرہ آیات کریمہ کی آیاتیں چسپان کرکے تکفیر و تبدیع کے فتوے لگاتے۔۔۔؟! چونکہ یہ ان کے گھر کا مسئلہ ہے اس لئے ان کے اکابرین کو سب چیزیں معاف ہیں اگر یہ چیزیں متروک کریں تو ان کی شیخ پرستی کیسی چلے گی؟ انا للہ وانا الیہ راجعون...!

(۹)...ڈاکٹر محمد عثمان مبشر سلفی صاحب آف شیخوپورہ اپنے ہم مسلک ساتھیوں کے شیخ پرستی چھوڑنے پر افسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"لیکن افسوس.... آج ہم نے اسی تصوف کو چھوڑ کر اپنے اسلاف کی زندگیوں میں سے تصوف کے پہلو کو بھی منظر عام پر لانا بند کر دیا"

(علماء اہلحدیث کا ذوقِ تصوّف صفحہ ۱۲۹)

(۱۰)موصوف مزید لکھتے ہیں:

"ہمارے اسلاف کا دیوبندی علماء سے بہت زیادہ محبت والا رشتہ ہوا کرتا تھا" (ایضاً)

تو اب جو غیر مقلدین علماء دیوبند کے ساتھ نفرت پھیلاتے ہیں وہ اپنے اکابرین کی باغی اس لئے ہو گئے ہیں کہ کہیں شیخ پرستی مرض میں مبتلاء نہ ہو جائے یا کہ آپ کے اکابرین نہیں جانتے تھے اور اب اصاغرین جان گئے ہیں؟

(۱۱)... موصوف دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"ویسے بھی کتاب "علماء اہلحدیث کا ذوق تصوف" کے مطالعے سے یہ بات عیاں ہو رہی ہے کہ ہمارے اسلاف اہلحدیث علماء نے حضرت سید علی ہجویری رحمہ اللہ کی تعلیمات کو سراہا ہے" (ایضاً)

غیر مقلدین اسلاف اسلاف کا رٹ صحیح معنوں میں لگا کر اپنے اسلاف کی نقش قدم پر چلتے ہوئے علی ھجویریؒ کو خراج تحسین پیش کرینگے یا کہ بغاوت کرینگے؟ (جاری)

مفتی رب نواز، احمد پور شرقیہ

مسئلہ تقلید اور تراویح

[حضرت مولانا احمد سعید صاحب دام ظلہ (درہ پیزو، لکی مروت) کی کتاب "الکلام الصریح فی اثبات التقلید وعشرین رکعۃ من التراویح" پہ لکھی گئی تقریظ]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کے ذریعہ سے علوم کو محفوظ کرکے دور دراز تک پہنچایا جاتا ہے۔ قدیم زمانے سے اہلِ علم نے قلم کو استعمال میں لا کر دعوت دین کا کام کیا ہے۔ قرآن کریم کے نزول سے صدیوں پہلے سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو خط لکھ کر اسلام لانے کی دعوت دی، اُن کے خط کا مضمون قرآن مجید میں موجود ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے خطوط لکھوا کر مختلف لوگوں کو اسلام لانے کی دعوت دی۔ اسی طرح صحابہ کرام نے قرآن وحدیث کو لکھا، باہمی خط کتابت بھی کی۔

بعد والوں نے بھی قلم کے ذریعے علوم کو محفوظ کرکے اگلی نسل تک پہنچایا۔ کتابت کے ذریعہ اشاعتِ دین کا کام آج بھی جاری ہے اور جب تک اللہ چاہے گا آئندہ بھی یہ کام جاری رہے گا۔

قلم کے ذریعے سے اشاعتِ دین کا کام کرنے والوں میں ایک صاحب جامعہ حلیمیہ درہ پیزو کے مدرس "حضرت مولانا احمد سعید دام ظلہ" ہیں۔ انہوں نے بہت عرصہ پہلے "الکلام الصریح فی اثبات التقلید وعشرین رکعۃ من التراویح" کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا جو چونسٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔

"الکلام الصریح" پر ایک نظر

بندہ کو اس رسالہ کا پہلا ایڈیشن پڑھنے کا اتفاق ہوا، اس کی جن خوبیوں پر مطلع ہوا وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) یہ اک مختصر رسالہ ہے جو لوگ ضخیم کتابوں کو پڑھنے کا وقت نہیں پاتے یا ہمت نہیں رکھتے ان کے لیے اس کا مطالعہ مفید رہے ان شاء اللہ۔

(۲) اس رسالہ میں "مسئلہ تقلید"... اور... "مسئلہ تراویح" کا بیان ہے۔ نفس مسئلہ کے ساتھ دلائل بھی درج کئے ہیں۔

(۳)ان دو مسئلوں پر تحقیقی دلائل کے ساتھ اپنی تائید میں فریقِ مخالف کے حوالے بھی پیش کر دیئے ہیں۔

(۴)مسئلہ تقلید کو مدلل کرنے کے ساتھ اس پر وارد شدہ اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے۔

(۵)اسی طرح بیس رکعات تراویح پر دلائل دیتے ہوئے مخالف کے شبہات کا ازالہ بھی کیا ہے۔

(۶)رسالہ کے شروع میں حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی رحمہ اللہ کا جاندار اور پُر مغز مقدمہ شامل کیا ہے جس سے رسالہ کی اہمیت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا ہے۔

(۷)موقع محل کی مناسبت سے کہیں کہیں اشعار درج ہیں جس کی وجہ سے تحریر کی چاشنی بڑھ گئی ہے۔

(۸)رسالہ کا مرکزی مضمون تو مسئلہ تقلید و تراویح ہیں مگر ضمناً غیر مقلدیت کے تعارف پر مشتمل اور کئی مفید باتیں آگئی ہیں جو قاری کی معلومات میں اضافہ کے باعث بنیں گی ان شاء اللہ۔

مسئلہ تقلید

تقلید کی عام فہم تعریف یہ ہے: قرآن وسنت پر ائمہ کرام کی تشریحات کے مطابق عمل کرنا تقلید ہے۔

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امر تسری نے تقلید کی پانچ تعریفیں نقل کرنے کے بعد آخر میں لکھا:

> ’’ان سب تعریفات کا مفہوم مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم نے یوں ادا کیا ہے: تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حُسنِ ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلاوے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا‘‘

(فتاویٰ ثنائیہ:۱/۲۶۰)

اہلِ حدیث کہلانے والے لوگ عموماً تقلید کا انکار کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ تقلید سے اپنا پلہ چھڑا نہیں سکے۔اس کی تفصیل تو میری کتابوں:’’زبیر علی زئی کا تعاقب‘‘...اور...’’غیر مقلد ہو کر تقلید ہو کر کیوں؟‘‘میں دیکھیں تاہم دو چار حوالے یہاں بھی درج کر دیتا ہوں۔

مولانا حماد الحق نعیم صاحب غیر مقلد نے الاعتصام کا اداریہ لکھا اور اس کا عنوان ’’قابلِ تقلید‘‘ قائم کیا ہے۔اس کے تحت اہلِ حدیث کے طرزِ عمل کو لائق اتباع کہا ہے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۶صفر ۱۴۴۰ھ صفحہ ۳)

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

”عوام میں ایمان تو عصر نبوت ہی سے تقلیدی چلا آرہا ہے۔“(ابقاء المنن صفحہ ۶۳)

نواب صاحب ہی لکھتے ہیں:

”عامی اور مقلد جاہل جو قرآن وحدیث کے دلائل نہ جاننے کی بنا پر کتاب وسنت پر براہِ راست عمل نہیں کر سکتا اور کتب فقہ سے بھی متنفع نہیں ہو سکتا، اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ مسائل میں قول غیر کو قبول کرے۔ یاد رہے محقق علماء نے اگرچہ ایسے انسان کے لیے اس کی جہالت کی وجہ سے تقلید کو جائز قرار دیا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ کسی خاص مذہب کی اس انداز میں تقلید نہ شروع کر دے کہ دوسرے مذاہب سے وابستہ علماء کی بات کو غلط سمجھے۔

(ابقاء المنن صفحہ ۶۴،۶۳)

نواب صاحب نے اگرچہ خاص مذہب کی مشروط تقلید کہ دوسرے مذاہب والوں کو غلط سمجھنے لگے کو تسلیم نہیں کیا تاہم مطلق تقلید کو جائز قرار دیا ہے۔

کسی صاحب نے کہا کہ اہل حدیث تقلید شخصی کو شرک کہتے ہیں۔ اہلِ حدیث ہونے کے دعوے دار مولانا واصل واسطی صاحب نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

”اہل حدیث لوگ ہر تقلید کو شرک نہیں کہتے، بلکہ اس کی بعض صورتوں کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ ہم ذیل میں اپنے اکابر کی چند عبارات پیش کرتے ہیں اور احباب سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ غور وتامل سے اس پر نظر فرمائیں گے۔“

(عقیدۂ سلف پر اعتراضات کا علمی جائزہ:۲۷)

اس کے بعد انہوں نے اپنے تین اکابر: نواب صدیق حسن خان (ابقاء المنن: ۶۳)، میاں نذیر حسین دہلوی (معیار الحق: ۸۰) اور مولانا محمد گوندلوی صاحب (الاصلاح ۱/۱۵۹) کی عبارتیں پیش کر کے لکھا:

”اب جب تین بڑے مشائخ اور بزرگوں کی عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ اہلِ حدیث ہر تقلید شخصی کو شرک اور ہر تقلید کو حرام نہیں کہتے تو ہم کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کا یہ لکھنا کہ اہلِ

حدیث کا دعویٰ ہے کہ ائمہ مجتہدین کی تقلید شخصی شرک ہے، ان پر افتراء محض ہے جس پر کم از کم استغفار کا ورد ضرور کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ روز قیامت باعث شرمندگی بن جائے“

(عقیدۂ سلف پر اعتراضات کا علمی جائزہ:۲۹)

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ اہلِ حدیث ہونے کے دعوے دار اب اپنے آپ کو اعلانیہ ”تقلیدی“ کہہ کر تقلید کے انکار کی نسبت کو افتراء قرار دے رہے ہیں۔

یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ اہلِ حدیث کہلانے والوں میں تقلید کی وجہ سے فرقے بھی بن گئے ہیں۔

چنانچہ حکیم خالد سیف اللہ محمدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اہلِ حدیث پہلے بھی کئی فرقوں میں تقسیم ہیں۔ امامیہ، غیر امامیہ۔ جھنڈوی، غیر جھنڈوی۔ مرکزی، غیر مرکزی۔ جہادی، غیر جہادی۔ روپڑی، غزنوی، ثنائی۔ اب دعائی اور غیر دعائی بھی قائم ہو گئے ہیں“

(فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کی اہمیت صفحہ ۵)

حکیم صاحب آگے لکھتے ہیں:

”اب اہلِ حدیث بھی اپنے قریبی اور مانوس علماء کی بات کو فوقیت دے کر دراصل تقلید کے پھندے میں پھنس کر کئی فرقوں میں تقسیم ہو کر باہمی لڑائی جھگڑا اور دوسرے اہلِ حدیث کو بدعتی کہنے کا مفتی اور مبلغ بن بیٹھا ہے“

(فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کی اہمیت صفحہ ۵)

بندہ کا مستقبل میں ایک ایسی کتاب مزید لکھنے کا ارادہ ہے جس میں تقلید کی حمایت میں غیر مقلدین کی عبارات کو یک جا جمع کیا جائے گا ان شاء اللہ۔ اس لیے اثباتِ تقلید میں مزید عبارات پیش کرنے کی بجائے اب مسئلہ تراویح کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

مسئلہ تراویح

بیس تراویح کے اثبات میں رسالہ میں دلائل موجود ہیں۔ غیر مقلدین کی کتابوں میں بھی بیس تراویح کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ہم نے اپنے متعدد مضامین میں ان حوالوں کو جمع کر دیا ہے یہاں بھی کچھ درج کر دیتے ہیں۔

غیر مقلدین کے امام علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

”کوئی یہ وہم نہ کرے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے [تراویح کی جماعت مقرر کرکے (ناقل)] دین میں ایک بات شریک کر دی جس کا اختیار ان کو نہ تھا، اسی طرح بیس رکعت تراویح کا حکم اپنی رائے سے دے دیا۔ حاشا و کلا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسا کرتے بلکہ انہوں نے طریقہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ایک ہی امام کے پیچھے سب نے تراویح پڑھی۔ ایک مسجد میں متعدد جماعتیں ایک ہی وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کبھی نہ نہیں ہوئیں۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیس رکعتیں تراویح کی بھی پڑھتے دیکھا ہو گا۔ گو ہم تک یہ روایت بہ سند صحیح نہیں پہنچی۔ اس کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان منکر الحدیث ہے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ اس سے بہت پہلے تھا۔ ان کو بہ سند صحیح یہ پہنچ گئی ہو گی یا انہوں نے خود دیکھا ہو گا۔“

(لغات الحدیث ۴/ ۴۵ مادہ وزع)

غیر مقلدین کے ”شیخ الاسلام“ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب نے لکھا:

”جماعت اہلِ حدیث بیس پڑھنے والوں پر معترض نہیں“

(آثارِ حنیف بھوجیانی: ۴/ ۴۵۹، ۴۵۸)

بیس پڑھنے والوں پر جماعت معترض نہیں اب اگر افراد اعتراض کرتے ہیں تو جماعت کی بات کو ان پر فوقیت ہونی چاہیے۔

مولانا عبد اللہ دانش غیر مقلد لکھتے ہیں:

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تعداد مقرر نہیں کی ہے کہ تراویح آٹھ (8) سے زائد نہ پڑھی جائے بلکہ وسعت ہے جتنا کسی کو توفیق ملے پڑھے.... اگر کوئی کہے کہ امام کعبہ اور مسجد نبوی کے امام بیس (20) پڑھاتے ہیں تو جواب ہوتا ہے کہ وہ ہمارے لئے حجت نہیں۔ میں کہتا

ہوں کہ وہ امام جنہیں افضل المساجد کی امامت کا منصب قدرت کی طرف سے نصیب ہوا ہے، اگر وہ دلیل نہیں ہیں تو کیا رنجیت سنگھ کو دلیل بنائیں گے؟"

(مقالاتِ دانش ۲/۱۲۱)

غیر مقلد لوگ سعودی علماء کو اہلِ حدیث قرار دیتے ہیں اس لیے ایک حوالہ سعودی عالم کا بھی ملاحظہ فرمالیں۔

سعودیہ کے عالم الشیخ محمد بن ابراہیم بن عبد اللطیف آل شیخ لکھتے ہیں:

"ذھب اکثر اھل العلم کالامام احمد والشافعی وابی حنیفة الی ان صلوٰة التراویح عشرون رکعة لان عمر رضی اللہ عنه لما جمع الناس علی ابی بن کعب کان یصلی بھم عشرین رکعة وکان بمحضرة من الصحابة فیکون کالاجماع وعلی ھذا الناس الیوم الآن"

(فتاویٰ شیخ محمد بن ابراہیم ۲/۲۴۴)

ترجمہ: اکثر اہل علم مثلاً امام احمد، شافعی اور ابو حنیفہ اس طرف گئے ہیں کہ نماز تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اس لیے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا تو وہ انہیں بیس رکعتیں پڑھایا کرتے تھے، چونکہ یہ عمل صحابہ کی موجودگی میں ہوا اس لیے اجماع کی طرح ہے اور تب سے آج تک لوگوں کا یہی عمل ہے۔

باقی رہیں وہ روایتیں جن سے مخالف آٹھ رکعات کا سہارا لیتا ہے اُن میں ایک حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا ہے جو تہجد کے بارے میں ہے۔ حکیم صادق سیالکوٹی صاحب غیر مقلد اِس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کا غالب معمول یہ تھا کہ آپ آٹھ رکعت تہجد چار چار رکعات کی نیت سے دو سلام میں پڑھتے تھے اور پھر تین وتر"

(صلوٰۃ الرسول صفحہ ۳۷۰)

دو روایتیں عیسی بن جاریہ کی سند سے مروی ہیں۔ مولانا عبد الرؤف صاحب غیر مقلد نے اِن دونوں روایتوں کو ضعیف قرار دیتے ہوئے ہر ایک روایت کے تحت ڈنکے کی چوٹ لکھ دیا:

''اس کی سند عیسیٰ بن جاریہ کی وجہ سے ضعیف ہے''

(القول المقبول صفحہ ۶۱۰،۶۰۷)

مزید تفصیل اس موضوع پر لکھے گئے بندہ کے اک مضمون میں دیکھی جاسکتی ہے جو دوماہی مجلہ المصطفیٰ بہاول پور شعبان رمضان ۱۴۳۵ھ میں شائع ہوا ہے۔

کچھ مؤلف رسالہ کے بارے میں

مؤلف رسالہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب دام ظلہ اپنے علاقہ کے با اعتماد عالم ہیں۔ اہلِ علاقہ طویل عرصہ سے ان کی تدریسی و تقریری خدمات سے مستفید ہو رہے ہیں۔ الکلام الصریح رسالہ بھی اگرچہ اہلِ علاقہ کے لیے لکھا گیا مگر بیرون شہروں کے لوگوں نے بھی اس سے استفادہ کیا جن میں بندہ راقم الحروف بھی شامل ہے۔

حضرت مولانا صاحب امت کا درد رکھنے والے فکر مند عالم ہیں اسی فکر کا نتیجہ ہے کہ جب صبغۃ اللہ نامی کسی غیر مقلد نے فوٹو اسٹیٹ خط کے ذریعہ سے سادہ لوح عوام کو ورغلانے کی کوشش کی تو حضرت نے اس کے وساوس کا ازالہ ضروری سمجھا۔ اگرچہ انہوں نے اس سے پہلے کوئی رسالہ نہیں لکھا مگر امت کی خیر خواہی کے جذبہ نے انہیں اس میدان میں لا کھڑا کیا۔ کتابوں کی کمی کے باوجود اپنے طور پر رسالہ کو مدلل بنانے کی کوشش فرمائی اور اس میں کافی حد تک کامیاب رہے الحمد للہ۔

مؤلف رسالہ ماشاء اللہ وسیلہ کے قائل ہیں، چنانچہ وہ پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ جل مجدہ سے دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے ان کو دارین کی سعادت سے سرفراز فرمائیں اور میرے لیے اس رسالہ کو ذریعہ نجات بنائے۔ آمین فامین ثم آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔''

آج کل ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو دوسروں کی کتابوں سے حوالے نقل کرتے ہیں اور دسیوں حوالے جات نقل کر جاتے ہیں مگر کسی ایک جگہ بھی منقول عنہ کا حوالہ نہیں دیتے۔ مگر زیر تبصرہ رسالہ کے مؤلف ایسے نہیں، ماشاء اللہ انہوں نے دیانت داری کا ثبوت دیتے ہوئے لکھ دیا کہ میں نے زیادہ تر حوالے حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتابوں سے نقل کئے ہیں اور کچھ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کی کتب سے۔

مؤلف نے رسالہ میں وسعت ظرفی سے کام لیتے ہوئے لکھ دیا ہے کہ:

"مجھے اپنی کم علمی کا اقرار ہے بلکہ من آنم کہ من دانم۔ اس کے ساتھ اُردو میری مادری زبان بھی نہیں ہے جس کی وجہ سے اس رسالہ میں کافی اغلاط ہوں گی۔"

اس عبارت سے مقصود یہ ہے کہ اگر رسالہ میں غلطیاں ہوں تو ان کی نشاندہی ہونی چاہیے۔ اسی طرح مجھے تقریظ لکھنے کا حکم فرمایا تو یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

"رسالہ میں اگر کوئی غلطیاں رہ گئی ہوں تو ان کی نشاندہی فرمادیں۔"

اس لئے اُن کی فرمائش کے مطابق انہیں بعض جگہ عبارات کی تعبیر بدلنے کا اور کہیں بعض جملوں کو حذف کر دینے کا مشورہ دیا ہے۔ اُمید ہے کہ میرے مشورہ کو قبول کیا جائے گا ان شاء اللہ۔

مؤلف نے یہ رسالہ ابتدائے جوانی میں لکھا جیسا کہ پیشِ لفظ میں خود انہوں نے اس کا اظہار فرمایا ہے۔ مگر ماشاء اللہ اسے اس قدر مدلل اور سلجھے ہوئے انداز میں تحریر کیا کہ اگر وہ خود اس کا اظہار نہ کرتے تو رسالہ پڑھنے سے کسی کو اندازہ نہ ہو سکتا کہ یہ کسی نوجوان کی کاوش ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اس کاوش کو قبول فرما کر ان کے لیے ذریعہ نجات اور لوگوں کے لئے سبب ہدایت بنائے آمین۔

رب نواز عفا اللہ عنہ

مدیر اعلیٰ مجلہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ

مدرس دار العلوم الفتحیہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

۴/ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ

مولانا ساجد محمود صاحب، سلانوالی سرگودھا (قسط:۷)

تضادات مماتیت

۲۴. سوال جسد سے ہوتا ہے یا روح سے؟ مماتی اختلاف نقطہ عروج پر

آج کے اس پر فتن دور میں ایک لحظہ کے لیے آپ گزری تاریخ کو بڑے شوق سے کھنگالیے اور پتہ لگانے کی سر توڑ کوشش کیجئے کہ اہل اسلام کے خلاف جو اہل باطل سر گرم ہوئے اور بے شمار موضوع شدہ عقائد وضع کر کے لائے اپنے وضعی عقائد پر جب انہیں کوئی ثبوت نہ ملا تو وہ اہل اسلام کی طرف اشارے کر کے سہارے لینے لگے کہ یہ عقیدہ فلاں فلاں کا ہے۔ اس پر بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں تاہم ان میں سے ایک مثال یہ بھی ہے جس کا تعلق میت سے سوال وجواب کے متعلق ہے۔

قرآن وسنت کی نصوص سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ عالم برزخ میں قبر کے اندر جو تین سوال احادیث مبارکہ میں آئے ہیں وہ اسی جسد سے ہی کیے جاتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگوں کا نظریہ ان کے الفاظ میں کچھ اس طرح ہے کہ

> ”ظاہر ہے کہ وہ سوال عالم برزخ میں روح سے ہوتے ہیں یہ ہیں علمائے کرام کے عقائد ان کو قبول فرمائیں۔“

(عقیدت الاکابر ص 23)

مذکورہ نظریہ کہاں تک درست ہے ہم خود تبصرہ کرنے کے بجائے انہی کے مرکز سے اس بابت فتویٰ لے لیتے ہیں۔ چنانچہ دار العلوم تعلیم القران راجہ بازار راولپنڈی سے آیا استفتا اور اس کا جواب درج ذیل ہے۔

سوال: مردہ سے سوال وجواب قبر میں ہوتا ہے یا جس مقام پر اس کی روح ہوتی ہے وہاں ہوتا ہے؟

جواب: حدیث شریف میں قبر کا لفظ وارد ہے جیسے بخاری اور مسلم کی روایت ہے:

ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنه اصحابه الحدیث

اور قول محقق بھی یہی ہے کہ برزخی حالات مثل سوال و جواب و تألم و تنعم روح اور جسد دونوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ فلہذا بدن جس ظرف میں ہو گا سوال و جواب کا تعلق اس کے ساتھ ہو گا۔ اگر جسد قبر میں ہے تو قبر میں ہو گا اور اگر اور کسی ظرف میں ہے تو اس میں۔

ھذا واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(ماہنامہ تعلیم القران راولپنڈی اپریل 1967 محرم 1387)

25. عالم برزخ کے متعلق نزاع

اہل سنت والجماعت عالم برزخ کے تعین میں کوئی خاص جگہ یا مقام متعین نہیں کرتے بلکہ ان حضرات کا کہنا ہے کہ موت کے بعد سے لے کر قیامت کے دن تک جو وقت اور زمانہ گزرتا ہے اسے عالم برزخ کہتے ہیں۔ روح جسم سے پرواز کر کے اپنے مقام پر چلی گئی اب روح پر گزرنے والے زمانہ کو عالم برزخ کہیں گے اور جسم مرنے کے بعد جس مقام پر بھی ہو گا وہ مقام خواہ قبر ہو کسی جانور کا پیٹ ہو یا سمندر کی گہرائی ہو اس پر جو بھی زمانہ گزر رہا ہے وہ عالم برزخ ہے۔ جیسا کہ چارسدہ کے ایک مماتی عالم قبر کو عالم برزخ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قبر عالم برزخ میں ابدان عنصریہ کے ساتھ ارواح مبارکہ کا تعلق ثابت ہے۔ بلفظہ۔

(وفات النبی اور علمائے دیوبند کا نظریہ صفحہ 13)

اس عبارت میں قبر کو عالم برزخ ہی قرار دیا گیا ہے مگر داد دیجیے علامہ خالدی صاحب کو ان کا کہنا یہ ہے کہ موت سے لے کر دوبارہ جی اٹھنے تک جہاں روح رہتی ہے وہی ثواب و عذاب والی قبر ہے جس کو قرآن نے برزخ کہا ہے۔ (عقیدہ الامت صفحہ 47)

الحمد سے لے کر والناس تک پورے کلام الہی میں کوئی ایک بھی ایسی آیت نہیں جس میں یہ مذکورہ بات موجود ہو۔ بلکہ قرآن کریم میں لفظ قبر جہاں بھی وارد ہوا ہے تو وہ اسی جسم عنصری کے لیے ہی مستعمل ہے۔

جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

ثم اماتہ فأقبرہ (عبس۔ ۲۱)

واذالقبور بعثرت (الانفطار۔ ۴)

حتی زرتم المقابر (التکاثر۔ ۲)

26. مسئلہ سماع موتی اصولی ہے یا فروعی؟

یہ مسئلہ خیر القرون سے ہی اختلافی چلا آرہا ہے جس کی بالتفصیل وضاحت ماقبل میں ہو چکی ہے اور ہم بتا آئے ہیں کہ ہر زمانہ میں قائلین اور منکرین دونوں گروہ چلتے چلے آئے ہیں۔ تاہم ان کا اختلاف باہم اتحاد کے اس دائرے کے گرد گھومتا رہا جس میں فریقین کے مابین نہ کوئی فتوی لگا نہ یہ اختلاف طعن و تشنیع کا باعث بنا ہم صاف لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے کرم فرماؤں سے پہلے یہ اختلاف اہل علم علماء میں انتہائی سنجیدگی کے ساتھ چلتا آرہا تھا مگر شومئ قسمت کے ساتھ حیرانگی اور افسوس کی کوئی حد اس وقت نہیں رہتی جب ہمیں ایسی متعصبانہ، متفرقانہ اور جداگانہ تحریریں ملتی ہیں کہ

"قرآن کریم کی نص قطعی ہے کہ مردے نہیں سنتے پر تمام علماء کا اجماع ہے قرآن کی نص قطعی اور اجماع امت کا منکر کافر ہے۔"

(عقیدۃ الامت صفحہ 397.396)

یعنی اس کتاب کے مصنف کے نزدیک یہ مسئلہ اصولی ہے یہی وجہ ہے کہ موصوف نے بغیر سانس نکالے عدم سماع پر نص قطعی کے موجود ہونے کا اقرار کر لیا اور قائلین پر کفر کا دھاوا بولا ہے۔

یہ بات بالکل خلاف واقعہ تھی اسی لیے موصوف کی جماعت کے ہی ایک علامہ صاحب نے حقیقت سے پوری طرح پردہ اٹھایا اور ایک جرأت مندانہ قدم رکھتے ہوئے وضاحت دی اور یوں لکھا کہ

باقی سماع موتی (کہ مردے سنتے ہیں یا نہیں) یہ عقیدے کا مسئلہ نہیں فروعی (اختلافی مسئلہ) ہے اگر کوئی کہے کہ مردے سنتے ہیں تو وہ مسلمان ہے جو کہے کہ مردے نہیں سنتے تو وہ کافر نہیں ہے۔

(تنبیہ الانبیاء فی حیات الانبیاء از مولانا جمیل الرحمن صفحہ 35)

اوپر کی نقل شدہ عبارت میں حضرت مولانا جمیل الرحمن صاحب کتمان حق کے بالکل مرتکب نہ ہوئے بلکہ اظہار حق فرمایا اللہ تعالی انہیں جزائے خیر عطا فرمائے تاہم اس وقت یہ بات قابل غور ضرور بن رہی ہے کہ نامعلوم حضرت موصوف کا سماع موتی کو فروع مسئلہ کہنے پر کیا کچھ فتوی جڑا گیا۔ راقم الحروف کی تو تلاش جاری ہی ہے تاہم قارئین بھی تلاش شروع فرمائیں تو یہ کوشش خالی عن الفائدہ نہ ہو گی۔

27. مستقر ارواح میں مماتی اختلاف

جماعت اشاعت التوحید کے بزرگ اکابر حضرت مولانا محمد طاہر صاحب رحمہ اللہ علیہ (والد گرامی حضرت مولانا محمد طیب طاہری صاحب) مستقر ارواح کے متعلق لکھتے ہیں

"جن لوگوں نے اس مسلک کو اختیار کیا ہے کہ ارواح قبروں کے آس پاس ہوتی ہیں اس حدیث سے انہوں نے استدلال کیا ہے اور اس سلسلے میں یہ سب سے زیادہ صحیح ہے۔"

(البصائر اردو لشیخ القرآن صفحہ 73 فصل دوم)

اس نظریہ کے برعکس علامہ سجاد بخاری صاحب رقم کرتے ہیں۔

"رہی یہ بات کہ انبیاء کرام کی ارواح ان کے ابدان سے نکلنے کے بعد کہاں رہتی ہیں اور ان کا مستقر کہاں ہے؟

تو اس بارے میں صحیح مسلک یہ ہے کہ عالم برزخ میں ان کی ارواح کو ان کے عنصری بدنوں کے ہم شکل اور مماثل مشک و کافور کے مثالی اجسام عطا کیے جاتے ہیں اور ان کا مستقر جنت کی اعلی ترین اور سب سے اونچا درجہ اعلی ترین اور سب سے اونچا درجہ اعلی علیین ہے۔"

(بحوالہ جواہر القرآن جلد ایک صفحہ 193 نظر ثانی و ترتیب سجاد بخاری)

محترم حضرات!!! دیکھیے یہاں علامہ طاہرؒ صاحب صحیح مسلک روح کے مستقر کا قبروں کے پاس لیتے ہیں مگر علامہ بخاری صاحب صحیح مسلک اعلی علیین بتاتے ہیں۔

ایسے مسائل اختلافیہ میں اگر اکابر علمائے دیوبند کا اختلاف ظاہر ہو جائے تو یہ لوگ زمین و آسمان کے قلادے ملا دیتے ہیں۔

28. ارواح کے لیے کیا کوئی نئے جسد مثالی ہیں؟

اجسام مثالیہ کا ثبوت نہ تو قرآن کریم سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی حدیث نبوی ﷺ سے ہاں البتہ بعض صوفیاء کرام نے اجساد مثالیہ کا کچھ پتہ بتایا ہے۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے اصل جسم کا انکار نہیں کیا۔ البتہ جن لوگوں نے اپنے عقائد کی بنیاد صرف اجسام مثالیہ پر رکھی وہ یہ بنیاد ڈالتے وقت شاید بھول گئے کہ عقائد کا معیار قرآن و سنت پر رکھا جاتا ہے نہ کہ صوفیا کے اقوال پر۔۔۔ انہوں نے یہ کاروائی کیوں اختیار فرمائی یہ ایک دلچسپ حیرت و فکر انگیز بحث

ہے۔ ہمیں یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ چلو انہوں نے جو اپنے عقائد صوفیا کے اقوال پر رکھتے ہوئے جسم مثالی کو جسم عنصری کے مد مقابل کھڑا کیا کم از کم یہ اپنے عقیدہ کی اس بات پر تو پوری طرح اتفاق کر ہی لیتے کہ روح کے لیے ایک علیحدہ جسم مثالی ہے یعنی روح ایک علیحدہ چیز ہے اور جسم مثالی ایک علیحدہ جسم۔ تاہم وہ ابھی تک اسی کشمکش میں بھٹک رہے ہیں کہ روح ہی جسم مثالی بن جاتی ہے یا روح اپنی کیفیت واصلیت میں باقی رہتی ہے مگر نئے ایک نئے جسد مثالی میں داخل ہوتی ہے ان کا عقائد میں یہ حیران کن اختلاف اور تعارض درج ذیل دو حوالوں میں دیکھیے۔ مولانا سخی داد خوستیؒ لکھتے ہیں:

"انبیاء کرام کے اجسام مبارکہ مطہرہ تو اپنی قبروں میں آرام فرما رہے تھے بلکہ ان کی ارواح اپنے اجساد کی شکل میں متشکل ہوئی تھیں۔"

(انبیاء کرام کی حیات بعد الممات صفحہ 5)

عبارت کا خلاصہ یہ نکلا کہ روح ہی اجساد کی شکل میں متشکل ہو گئی نہ کہ روح دوڑی اور ایک نئے جسم مثالی میں داخل ہوئی۔ ایک نظریہ تو یہ ہوا اس کے برعکس دوسرا نظریہ بھی دیکھ لیجئے۔

حضرت مولانا حسین نیلویؒ صاحب فرماتے ہیں

"تمام ارواح اپنے اپنے مقام پر عذاب میں ہیں یا راحت میں عالم برزخ اسی کے لیے جسم مثالی ہے۔"

(شفاالصدور ص10)

(جاری)

مفتی رب نواز، مدیر اعلیٰ مجلہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ

تقریظ: امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ کی حنفیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فقہ قرآن وحدیث کے اس حصہ کی تشریح وتخریج کو کہا جاتا ہے جو احکام پر مشتمل ہے۔ خیر القرون کے دَور میں اس طرح کی تشریح وتخریج "فقہ حنفی" کی شکل میں پھیلی جو امام امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کی فقہ "فقہ حنفی" کو ہر دَور میں بے پناہ مقبولیت بخشی۔ یہ فقہ شہروں سے ہوتی ہوئی بیابانوں تک جا پہنچی۔ اس فقہ کو بادشاہوں نے اپنے اپنے ملکوں میں نافذ کیا اور عوام اس پر عمل پیرا ہوئے۔ حنفیت کو قبول کرنے والوں میں جہاں متکلمین، فقہاء اور صوفیاء ہیں وہاں ایک بہت بڑا طبقہ محدثین کا بھی ہے۔ اور پھر محدثین بھی اس درجہ کے جنہیں علمِ حدیث میں مستند سمجھا گیا مثلاً امام طحاوی رحمہ اللہ اور امام وکیع رحمہ اللہ وغیرہما۔ مستند اور مایہ ناز محدثین کا فقہ حنفی کو قبول کرنا کچھ لوگوں کو ناگوار گزرا۔ اس لئے انہوں نے تاریخی حقائق کا انکار کر دیا یا پھر انہیں بعید تاویلوں کی بھینٹ چڑھا دیا۔ ان تاویلات کی زَد میں جہاں کئی مقتدر شخصیات کا مسلک آیا وہاں امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت کو بھی چھپانے کو کوشش کی گئی۔

مولانا ذیشان یوسف حفظہ اللہ اور حافظ مساعد زیب حفظہ اللہ نے "امام وکیع بن جراح کی حنفیت" نام سے کتاب ترتیب دی ہے۔ جس میں سیدنا امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت کو تاریخ کے ٹھوس حوالہ جات سے ثابت کیا ہے۔

کتاب کے مصنف اور ان کے معاون

کتاب کے تعارف سے پہلے اس کے مرتبین کی بابت ہم کچھ عرض کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

کتاب کے مرتب مولانا ذیشان صاحب حفظہ اللہ ہیں جن کا تعلق چنیوٹ شہر سے ہے۔ انہوں نے حفظ اور مکمل درس نظامی یعنی عالم کا کورس رائے ونڈ مرکز میں کیا، فراغت ۱۴۴۲ھ کی ہے۔

آپ ماشاء اللہ بہت محنتی اور ذہین ہیں۔ سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ امتحان آٹھ سال میں تیئیس ہوئے۔ ان میں سے انیس امتحانوں میں اول، تین امتحانوں میں دوم اور ایک میں سوم پوزیشن حاصل کی۔ دَورہ حدیث کے دو

امتحان ہوئے ۶۰۳ طلبہ میں سے ایک امتحان میں اول اور دوسرے میں دوم آئے۔ مشکوۃ کا سالانہ اور دَورہ حدیث کا سہ ماہی امتحان کروناوائرس کے باعث مدرسہ بند ہونے کی وجہ سے نہیں ہو سکا۔ نومبر ۲۰۲۲ء سے تاحال مدرسۃ الفجر فیصل آباد چک نمبر: ۵۸ ج ب اہرل میں تدریس کر رہے ہیں۔ اللہ ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔ اس کے ساتھ ساتھ مولانا صاحب حفظہ اللہ نے تحریری مشغلہ بھی شروع کر دیا۔ غالباً ان کی یہ پہلی مستقل کتاب ہے۔ عموماً پہلی کتاب کسی آسان موضوع پہ ہوتی ہے مگر مولانا صاحب کی یہ کاوش اک انوکھے، تحقیقی اور نسبۃً مشکل موضوع کی ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے موضوع مذکور کا انتخاب کیااور ماشاء اللہ بہت اچھا لکھا، ان کی محنت قابلِ داد ہے۔

اس کتاب میں بھائی مساعد زیب صاحب حفظہ اللہ نے مصنف کے ساتھ بھرپور تعاون کیا ہے۔ مساعد بھائی "حافظ قرآن" ہیں۔ النعان سوشل میڈیا سروسز کی ذمہ داری انہی کے پاس ہے، النعمان مذکور کا مقصد اکابر کے تصنیفی مواد کی سوشل میڈیا پر تشہیر ہے جس کے لیے ویب سائٹ، ایپلیکیشن اور بلاگ پر کام جاری ہے۔ اکابر کی کتابیں تو ماشاء اللہ پی ڈی ایف کی شکل میں نیٹ پہ موجود ہیں۔ نیٹ پر سرچ کرنے کی صورت میں کتاب تو سامنے آجاتی ہے مگر اس کے اندر جو مضامین ہیں وہ نہیں آتے۔ اس لئے ان کتابوں کے مضامین کو الگ الگ ناموں سے النعمان سوشل میڈیا پہ ڈالا جارہا ہے۔ میرا شمار اگرچہ اصاغر اور خوشہ چین لوگوں میں ہے مگر افادۂ عام کی غرض سے انہوں نے میرے مضامین بھی **النعمان سوشل میڈیا** پہ ڈالے ہیں جزاہم اللہ خیرا کثیرا۔ حافظ صاحب نے النعمان سوشل میڈیا کے نام سے مسلک کی خدمات کا جو کام شروع کیا ہے، ان شاء اللہ مستقبل میں لوگ گواہی دیں گے کہ یہ مسلک کی بہت بڑی خدمت ہوئی ہے۔ اللہ ان کی اس خدمت اور دیگر نیکیوں کو شرف قبولیت عطاء کرے، آمین۔

یہاں مصنف اور معاون کی ایک اور خوبی کا تذکرہ بھی کر دوں کہ بندہ نے انہیں چند مقامات پر تعبیر بدلنے یا کسی جملہ کو حذف کرنے کا مشورہ دیا، انہوں نے خوش دلی سے قبول کیا۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

کچھ کتاب کے بارے میں

(۱) اس کتاب میں ایک مقدمہ ہے اور تین ابواب۔ مقدمہ میں کتاب کی بابت کچھ تعارف ہے اور امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت کا انکار کرنے والے گروہ کے متعلق معلومات درج ہیں۔ پہلے باب میں امام وکیع رحمہ اللہ کے

حالاتِ زندگی تحریر کئے گئے، دوسرا باب امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت کے لئے مختص کیا گیا جب کہ تیسرے باب میں انہیں حنفیت سے خارج کرنے والے معترضین کو جواب ہے۔ اس اجمالی تعارف کے بعد اَب ہم کتاب کا بسبیہً تفصیلی تعارف کراتے ہیں۔

(۲) مصنف نے جہاں کہیں حدیث لکھی تو اس کی عربی عبارت بھی درج کی ہے۔

(۳) مصنف نے جس جگہ حاشیہ کی ضرورت محسوس کی وہاں صفحہ کے نیچے وضاحت کے لیے حاشیہ لکھ دیا۔ مثلا ایک جگہ حاشیہ میں مذکور ہے:

"ہمارے اس رسالہ میں غیر مقلد اہلِ حدیث سے مراد برصغیر کا وہ فرقہ ہے جو فروع میں ائمہ اربعہ (میں سے کسی) کا مقلد نہیں ہے اور اس جدید فرقے کی ابتداء انگریز دَور میں ہوئی۔"

(۴) کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے جگہ جگہ لکھا ہے کہ اس کا عکس صفحہ فلاں پر دیکھیں۔ یعنی کتاب کے آخر میں محولہ کتبِ مآخذ کے عکس دیئے گئے ہیں۔

(۵) تحریر میں چاشنی پیدا کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ موقع محل کی مناسبت سے اشعار درج کئے جائیں۔ اس کتاب میں کہیں کہیں اشعار بھی مذکور ہیں۔

(۶) جو حوالے وائب سائٹ سے لئے ہیں ان کے سکین بھی لگا دیئے۔ مزید یہ کہ جن جن ویب سائٹ سے زیادہ استفادہ کیا ان کا لنک کتاب میں دے دیا۔ یہ اصول کی پاس داری ہے اور دیانت کا تقاضا بھی کہ جہاں سے بات لی جائے، اس کا حوالہ دینا چاہیے۔

(۷) امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت کے حوالہ سے حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کا اک مضمون ہے جسے موضوع کی مناسبت اور افادۂ عام کی غرض سے اس کتاب میں شامل کیا گیا۔

(۸) امام وکیع رحمہ اللہ کے اختیار کردہ چند فقہی مسائل کو باحوالہ نقل کیا جو فقہ حنفی کے موافق اور معترضین کے خلاف ہیں مثلاً تین دن سے پہلے قرآن ختم کرنا اور ہمیشہ روزہ رکھنا وغیرہ۔

(۹) مصنف نے جہاں ضرورت محسوس کی وہاں اقوال کی اسنادی حیثیت پر بحث کی۔

(۱۰) امام وکیع رحمہ اللہ کے متعلق لکھا گیا کہ وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں انہوں نے امام صاحب سے حدیث لی اور اسے آگے روایت کیا یعنی دوسروں کو پڑھایا۔

(۱۱) مصنف نے اپنی تائید میں فریقِ مخالف کے حوالے نقل کئے ہیں۔

(۱۲) مصنف نے کتاب میں زیادہ تر اُن حضرات کے حوالہ جات نقل کیے ہیں جن سے عقیدت کا فریقِ مخالف بھی دعوے دار ہے۔

(۱۳) کتاب کا موضوع اگرچہ امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت ہے مگر اس میں اس کے علاوہ بھی چند مفید باتیں آگئی ہیں جو قارئین کی معلومات میں اضافہ کا باعث ہوں گی ان شاء اللہ، مثلاً فریقِ مخالف کا تعصب، ان کی دورنگی، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ثقاہت اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی فقہ حنفی سے مماثلت وغیرہ۔

(۱۴) امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت پر تاریخ وسیر کی مختلف کتب میں حوالے تو موجود ہیں مگر ان کی حنفیت پر الگ سے مستقل کتاب میری نظر میں اس سے پہلے نہیں گزری۔ میری معلومات کے مطابق یہ اس عنوان کی پہلی کتاب ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو شرفِ قبولیت دے، کتاب کے مرتبین کو جزائے خیر نصیب فرمائے اور عوام کو اس سے استفادہ کی توفیق بخشے آمین۔

رب نواز عفا اللہ عنہ

مدرس دار العلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

۱۰ر نومبر ۲۰۲۳ء بروز جمعہ

مفتی جہانگیر خان حقانی آدم زئی صاحب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل و بہتر نبی ہیں

احناف علمائے دیوبند سے تعلق رکھنے والے مسلمان بھائیوں قرآن عظیم الشان اور خود رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ اس بات پر شاہد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام انبیاءِ میں سب سے افضل اور بہتر نبی ہیں قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالی نے تمام پیغمبروں سے اس بات کا عہد لیا کہ اگر تم محمد ﷺ کا زمانہ پاؤ تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا جیسا کہ ارشاد ہے کہ واذاخذ اللّٰہ میثاق النبین لما آتیتکم من کتب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه ،اس آیت کی تفسیر میں حضرات مفسرین نے ذکر کیا ہے۔

حدیث میں انا سید ولد آدم میں آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں،اور ایک حدیث میں ہے کہ،آدم ومن دونہ تحت لوائی، قیامت کے دن آدم اور ان کے سواسب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

دوسری حدیث میں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھ کو تمام انبیاءء علیہم السلام پر چھ چیزوں کے ذریعہ فضیلت دی ہے **اول** یہ کہ مجھ کو جوامع الکلم عطا کیے گئے یعنی ایسے کلمات جامعہ جن کے الفاظ تو بہت مختصر ہوں مگر بے شمار علوم اور معارف کے جامع ہوں جیسے :انما الاعمال بالنیات :اس قسم کی احادیث کی شرح میں علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں **دوسری** یہ کہ مہینے کی مسافت تک رہنے والے کافروں کے دل میں بلاسبب ظاہری میرا رعب ڈال دیا گیا ہے **تیسری** یہ کہ مال غنیمت میری امت کے لیے حلال کر دیا گیا ہے جو پہلی امتوں کے لیے حلال نہ تھا **چوتھی** یہ کہ مجھ کو تمام اولین وآخرین کی شفاعت کا مرتبہ عطا ہوا کہ قیامت کے دن تمام اولین وآخرین اور تمام انبیاءء مرسلین مجھ سے شفاعت کی درخواست کریں گے اور میں شفاعت کے لیے کھڑا ہوں گا اسی مقام شفاعت کا نام مقام محمود ہے **پانچویں** یہ کہ مجھ سے پہلے ہر نبی ایک خاص قوم کے لیے مبعوث ہوا تھا اور میں قیامت تک کے لیے تمام عالم کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں **چھٹی** یہ کہ مجھ پر نبوت ختم ہو گئی۔

ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:اذا کان یوم القیامة کنت امام النبین :قیامت کے دن تمام انبیاء کا امام اور پیشوا ہوں گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ تمام انبیاءِ کا خطیب ہوں گا اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ سب سے پہلے قبر سے اٹھیں گے اور سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔

دلیل عقلی: آپ ﷺ کے افضل انبیاء ہونے کی دلیل عقلی یہ ہے کہ آپ کی شریعت اور آپ کی کتاب یعنی قرآن کریم تمام شریعتوں اور تمام کتابوں سے افضل اور اکمل ہے اور آپ کے دلائل نبوت اور معجزات اور نشانات جو درجہ تواتر تک پہنچے ہوئے ہیں وہ تمام انبیاء سابقین کے کل معجزات اور دلائل نبوت سے بڑھ کر ہیں نیز ہر نبی کے معجزات ایک یا دو جنس کے ساتھ مخصوص تھے اور حضور اکرم ﷺ کے معجزات ہر جنس سے ظاہر ہوئے حیوانات اور جمادات، اشجار اور نباتات، اور انسان اور جنات آسمان وزمین غرض یہ کہ تمام اجزاء عالم میں آپ کا معجزانہ تصرف ظاہر ہوا نیز جو کمالات تمام انبیاء سابقین کی ذوات مقدسہ میں متفرق پائے جاتے تھے وہ تمام حضور اکرم ﷺ کی ذات بابرکت میں جمع تھے نیز جو معجزات انبیاءِ سابقہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے وہ گزر گئے اور حضور ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے جو اللہ تعالی کا کلام قدیم ہے وہ باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا اور پھر قرآن میں عجیب بات یہ ہے کہ قرآن کریم آپ ﷺ کی دعوت نبوت بھی ہے اور آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل اور حجت بھی ہے اور حضور ﷺ کی شریعت اور ہدایت کا منبع اور سرچشمہ بھی ہے اور بعینہ وہی قرآن ہے جس کو جبریل امین اللہ رب العالمین کی طرف سے خاتم النبیین کے پاس لے کر نازل ہوئے اس میں ایک حرف اور ایک نقطہ اور شوشہ کا فرق نہیں ہے۔

محترم عادل زمان فاروقی صاحب فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی

ہر مسئلے کا حل صحیح بخاری سے غیر مقلدین کے مغالطے کا جواب

اللہ رب العزت نے کامیابی کا مدار دین اسلام پر عمل پیرا ہونے میں رکھی ہے۔اور امت مسلمہ کو قرآن، سنت، اجماع امت، قیاس شرعی، جیسی عظیم دولت سے نوازا ہے۔ شریعت کے بعض مسائل قرآن سے ثابت ہونگے بعض سنت رسول ﷺ سے بعض اجماع امت سے بعض قیاس شرعی سے دین اسلام کی اساس چار ہیں شریعت اسلامی کا عقیدہ ہو تو قرآن و سنت اور اجماع سے ہاں یہ الگ بات ہے۔ کہ اس عقیدے اور مسئلہ کی نوعیت الگ ہو گی اگر اس کا تعلق ضروریات دین کے ساتھ ہو تو اس کا حکم الگ اگر اس کا تعلق ضروریات اہلسنت کے ساتھ ہو تو اس کا حکم الگ ہو گا بہر حال ان چاروں دلائل سے مسئلہ ثابت ہو گا ان میں سے کسی ایک پر زور نہیں دیا جائے گا کہ فلاں سے سے پیش کرو خاص دلیل کا مطالبہ کرنا مسلمانوں کا طرز و انداز نہیں بلکہ مشرکین کی صفت قبیحہ ہے۔ فرمائشی اور خاص معجزات کا مطالبہ کرنا جو آدمی یہ طرز اختیار کرے تو اس کی اس شاطرانہ پالیسی کو بھانپ لینا چاہیے کہ یہ دجل و فریب سے کام لے رہا ہے۔ جیسے ایک آدمی یہ مطالبہ کرے کہ مسئلہ صرف قرآن سے دکھاؤ دیگر دلائل سے صرف نظر کر لے اور اپنی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرے تو اس کی یہ بات درست نہیں اصول کے خلاف ہے۔ یہ طرز نام نہاد اہل قرآن اختیار کرتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں حالانکہ دیکھا جائے تو وہ خود بھی قرآنی تعلیمات پر عمل نہیں کرتا یہ صرف ایک دھوکہ ہے۔ اپنے گمراکن عقائد کا پرچار کرنے کے لیے اسی طرح غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیث حضرات بھی ہیں ان کا دعوی ہے۔ دین اسلام کے دو اساس ہیں قرآن اور حدیث صرف یہی بنیاد ہے۔ غیر مقلدین حضرات کے پیشوا مولانا جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں:

> برادران! آپ کے دو ہاتھ ہیں اور ان دونوں میں دو چیزیں شریعت نے دی ہیں ایک میں کلام اللہ اور دوسرے میں کلام رسول اللہ اب نہ تیسرا ہاتھ ہے۔نہ تیسری چیز (طریق محمدی)

اس کے علاوہ اجماع امت اور قیاس شرعی کو نہیں مانتے قرآن اور حدیث کے دعوے دار ہوتے ہیں تاکہ لوگوں کو گمراہ کر سکیں قیاس کے بارے میں غیر مقلد عالم محمد ابو الحسن صاحب لکھتے ہیں کہ:

قیاس نہ کرو! کیونکہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا۔(الظفر المبین)

غیر مقلدین بھی دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہیں صحاح ستہ کے علاوہ بھی احادیث مبارکہ کا بہت بڑا ذخیرہ مختلف کتب احادیث کی صورت میں حضرات محدثین رحمہم اللہ نے جمع کیا ہے۔ غیر مقلدین حضرات کتب احادیث میں سے صحیح بخاری کا نام زیادہ لیتے ہیں اور اس پر زیادہ زور دیتے ہیں ان کا مطالبہ بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ بخاری سے حدیث دکھاؤ بخاری سے حدیث دکھاؤ، اس طرح بار بار بخاری کا نام لیتے ہیں یہ نعرہ لگا کر لوگوں کو یہ باور کروانے کی مذموم کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا ہر مسئلہ بخاری سے ثابت ہے۔ جس طرح مماتیوں کا باطل دعوی ہوتا ہے۔ کہ ہمارے ہر عقیدے پر قرآن ہے۔ بخاری کے علاوہ دیگر کتب احادیث اجماع امت اور قیاس شرعی کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیث حضرات جن کا دعوی ہے۔ کہ ہم ہر مسئلے کا حل صحیح بخاری سے لیتے ہیں اور احناف فقہ کی کتابوں سے بہشتی زیور، تعلیم الاسلام ،قدوری، کنز، شرح وقایہ، ہدایہ، شامی، عالمگیری، وغیرہ سے عوام میں یہ تاثیر قائم کرتے ہیں کہ ہم غیر مقلدین قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہیں ہمارے پاس آؤ گے تو قرآن وحدیث ملے گا اور احناف کے پاس فقہ ملے گی ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان کے پاس قرآن و حدیث نہیں ہے۔ یہ فقہ کو قرآن وحدیث سے الگ کر دیتے ہیں میں نے آپ کے سامنے اس بات کو آشکارا کر دیا ہے۔ کہ ہم کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ اجماع امت اور قیاس شرعی کے قائل ہیں اہلسنت والجماعت کے جو چار اصول ہیں ان کی حجیت قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ ۔دفع دخل مکدر کے طور پر قرآن سنت اجماع امت اور قیاس شرعی کی حجیت پر صرف قرآن سے ایک ایک آیت مبارکہ پر اکتفا کروں گا اگر احادیث کی طرف جائیں تو تحریر لمبی ہو جائے گی اگر غیر مقلدین کی طرف سے کوئی اعتراض آتا ہے۔ تو پھر احادیث مبارکہ کو بھی پیش کر دیں گے۔ قرآن کی اتباع کرو، اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء قلیلا ما تذکرون (سورہ اعراف آیت نمبر ۳) سنت کی اتباع، قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ویغفر لکم ذنوبکم والله غفور رحیم (سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۱) اجماع امت کی، ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وسآءت مصیرا (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۵) قیاس شرعی کی، واتبع سبیل من اناب الی (سورہ لقمان آیت نمبر ۱۵) فقہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہے۔ متکلم اسلام سفیر احناف استاذی المکرم حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ فقہ کی تعریف کرتے ہیں فرماتے ہیں

قرآن سنت اجماع امت اور قیاس شرعی سے ثابت شدہ مسئلے کا نام فقہ ہے۔ (صراط مستقیم کورس) ہم پوری بات کرتے ہیں اور مکمل اصولوں کو مانتے ہیں غیر مقلدین حضرات قرآن وحدیث کا نعرہ لگاتے ہیں اپنی مطلب کی بات لیتے ہیں عوام کو گمراہ کرنے کے لیے اور پر سکون فضا میں ہنگامہ برپا کر دیتے ہیں ہر مسئلہ صحیح بخاری سے لیتے ہیں یہ ان کا دجل و فریب ہے۔ اس باطل نعرے کی کلی آپ کے سامنے کھولتا ہوں اور کچھ مسائل حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ کے اور متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظ اللہ کے علوم کی روشنی میں سپرد قرطاس کرتا ہوں۔

(۱) صحیح بخاری میں کتاب الاذان ہے۔ پر کلمات اذان نہیں ہے۔ غیر مقلدین اذان دینا چھوڑ دیں کیونکہ صحیح بخای میں اذان نہیں ہے۔

(۲) کتاب العیدین صحیح بخاری میں ہے۔ پر نماز عید کا طریقہ نہیں ہے۔ عید کی نماز ادا کرنا بھی چھوڑ دیں۔

(۳) کتاب الجنائز صحیح بخاری میں ہے۔ پر نماز جنازہ کا طریقہ نہیں ہے۔ اپنے مردوں پر نماز جنازہ ادا کرنا چھوڑ دیں۔

(۴) پہلا کلمہ صحیح بخاری میں نہیں ہے۔ کلمہ پڑھنا بھی چھوڑ دیں۔

(۵) صحاح ستہ میں محدثین انما الاعمال بالنیات، والی حدیث لائے ہیں لیکن کتاب الصلوۃ میں کوئی بھی نہیں لایا ہے۔ کیا غیر مقلدین حضرات بغیر نیت کے نماز پڑھتے ہیں حالانکہ نماز میں نیت ضروری ہے۔ لیکن صلوۃ میں کوئی نہیں لایا۔

(۶) غیر مقلدین سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں صحیح بخاری میں کوئی روایت نہیں ہے۔

(۷) نماز میں تکبیر تحریمہ فرض ہے۔ واجب ہے۔ سنت ہے۔ یا مستحب اگر کوئی آدمی تکبیر تحریمہ کہے۔ بغیر نماز شروع کرے تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں۔

(۸) نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرض ہے۔ واجب ہے۔ سنت ہے۔ یا مستحب اگر کوئی آدمی تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین نہ کرے تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں۔

(۹) نماز میں ہاتھ باندھنا فرض ہے۔ واجب ہے۔ سنت ہے۔ یا مستحب اگر کوئی آدمی ہاتھ نہ باندھے تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں۔

(۱۰) نماز میں ثناء پڑھنا فرض ہے۔ واجب ہے۔ سنت ہے۔ یا مستحب اگر آدمی ثناء نہ پڑھے تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں۔

(۱۱) درود شریف صحیح بخاری میں ۱۱ مرتبہ آیا ہے۔ لیکن کتاب الصلوۃ میں نہیں ہے۔ بلکہ بخاری میں کوئی روایت بھی نہیں ہے۔ کہ نماز میں درود پڑھو۔

(۱۲) بخاری میں کوئی روایت نہیں نہیں ہے۔ کہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر بول فرمایا ہو بلکہ کھڑے ہو کر بول فرمانے کی چار روایتیں موجود ہیں غیر مقلدین بیٹھ کر پیشاب نہ کریں کیونکہ بیٹھ کر کرنے کی کوئی روایت نہیں ہے۔

(۱۳) ٹیپ ریکارڈ سے آیت سجدہ سن لینے سے سجدہ واجب ہو گا یا نہیں۔

(۱۴) ٹیلیفونک نکاح کا کیا حکم ہے۔

(۱۵) حالت روزہ میں انجکشن لگوانے کا کیا حکم ہے۔

(۱۶) انتقال خون کا کیا حکم ہے۔

غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیث حضرات کی خدمت میں گزارش ہے۔ اور میری طرف سے ذریت غیر مقلدیت کو کھلا چیلنج ہے۔ کہ ان مسائل کا حل صحیح بخاری سے دکھائیں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے　　یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

یہ چند مسائل مشت نمونہ از خروارے کے طور قلمبند کر دیئے۔ ہر مسئلے کا حل بخاری سے یہ نعرہ صرف اپنی کارستانیوں کی قباحت پر پردہ ڈالنا اور سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس تحریر میں ان کے اس پرپگنڈے کو بے نقاب کیا ہے۔ کہ ہم ہر مسئلے کا حل صحیح بخاری سے لیتے ہیں پھر کسی شمارے میں وہ احادیث مبارکہ ذکر کروں گا ان شاء اللہ جو صحیح بخاری میں ہیں جن کی غیر مقلدین مخالفت کرتے ہیں ان احادیث مبارکہ پر عمل نہیں کرتے بلکہ ان کے خلاف دوسرا موقف اختیار کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے۔ کہ تمام امت مسلمہ کی تمام گمراہ کردہ فتنوں سے اور غیر مقلدین کی چالاکیوں سے حفاظت فرمائے اور اہلسنت والجماعت کے ساتھ کاربند رہنے کی توفیق عطا فرما آمین۔

مضامین لکھنے والے حضرات چند باتوں کا خیال رکھیں!

1) اہل علم کے ساتھ رائے کا اختلاف آپ کا حق ہے اور یہ حق آپ سے کوئی بھی نہیں چھین سکتا۔ لہٰذا آپ ہزار بار اختلاف رکھیں لیکن کسی کی ذات پہ کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کریں۔

2) علمی تنقید کریں اور الفاظ کے چناؤ میں مہذب انداز اختیار کریں۔

3) تنقیدی انداز اپنانے کے لئے اگر آپ حضرات درجہ ذیل اکابرین کا انداز اپنائیں تو ان شاء اللہ آپ کی علمی تنقید کسی کی اصلاح کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے اور مخاطب سمجھے گا کہ مضمون نگار اللہ کے رضا کیلئے لکھ رہا ہے کسی کی ذات پہ نشتر لگانے کے لیے میدان میں نہیں اترا ہے۔

۱: امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

۲: قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

۳: حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

۴: بحر العلوم سلطان المحققین علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

۵: شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

4) مضامین میں احتیاط سے کام لے۔ حتی الوسع کوشش کریں کہ جہاں سے بھی آپ نے استفادہ کیا ہو، ان کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ ایسی صورت میں آپ کے مضامین مجلہ راہِ ہدایت میں شائع نہیں ہوں گے۔

5) ہمارا مجلہ چونکہ خالص مسلکی ہے اس لیے عقائد و نظریات سے ہٹ کر کوئی صاحب بھی مضمون بھیجنے کی زحمت نہ کریں۔

6) مجلہ راہِ ہدایت میں صرف اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے مضامین شائع ہوں گے۔

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

واٹس ایپ رابطہ نمبر: 03428970409